عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۰ | ۴ تا ۱۱ر جمادی اول ۱۴۳۲ھ مطابق ۸ تا ۱۵ر اپریل ۲۰۱۱ء | شمارہ: ۱۴

مغرب میں قبولِ اسلام کا بڑھتا ہوا رجحان

امریکی پادریوں کی دہشت گردی

مذہبی رواداری

محبتِ رسول کے تقاضے

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

ایک ہی نشست میں تین طلاق کا حکم

محمد رفیع، گوجر خان

س:..... میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں شادی شدہ اور چار بچوں کا باپ ہوں، آج سے تین سال قبل میں نے ایک عورت سے چھپ کر دوسری شادی کرلی، کیونکہ میری پہلی بیوی یہ بات برداشت نہ کر پاتی، شادی کے کچھ عرصہ بعد میرے اس عورت سے اختلافات شروع ہوگئے، اس کا اصرار تھا کہ میں اب اس شادی کا اعلان کروں جبکہ اس سے میرا گھر اور بچے دونوں کی تباہی کا امکان تھا، چنانچہ میں نے سوچ سمجھ کر ایک روز اس کے کہنے پر واقعی اس کو زبانی طور پر تین مرتبہ طلاق ایک ہی نشست میں دے دی، اس کو توقع نہیں تھی کہ میں اس کے کہنے پر واقعی اس کو طلاق دے دوں گا، وہ بہت روئی چلائی لیکن میں بہرحال اس کو طلاق دے چکا تھا اس کے بعد میں نے اس کو تحریری طور پر بھی طلاق بھیج دی، جس کو اس نے پڑھے بغیر پھاڑ کر پھینک دیا، اس کا کہنا تھا کہ یہ طلاق نہیں ہوئی، اس پر میں نے بہت سے مفتی حضرات سے رابطہ کیا، زیادہ تر نے کہا کہ یہ طلاق واقع ہوچکی ہے جبکہ چند ایک نے اس کو دو طلاقیں خیال کیا، میری دوسری بیوی کسی طور بھی مجھے چھوڑنے کو تیار نہیں تھی، اس کا خیال تھا کہ جن مفتی حضرات نے اس میں شک ظاہر کیا ہے ہمیں ان کے پیچھے چلتے ہوئے رجوع کرلینا چاہئے۔ تب اس کی آہ و زاری اور منتیں دیکھتے ہوئے میں اپنے آپ کو روک نہیں سکا اور اس سے رجوع کرلیا، لیکن میں دل سے پوری طرح مطمئن نہیں ہوں، یہ سب کچھ تین ماہ کے اندر اندر ہوا۔ میری پہلی بیوی ابھی تک اس واقعے سے لاعلم ہے، اس کو صرف شک ہے کہ میں کسی عورت سے ملتا ہوں جس کی بنا پر ہمارے جھگڑے بھی ہوتے ہیں اور کئی مرتبہ بات مار پیٹ تک بھی پہنچ جاتی ہے، میں ذہنی طور پر بہت پریشان رہتا ہوں مجھے کبھی کبھی محسوس ہوتا ہے کہ مجھ سے گناہ سرزد ہو رہا ہے لیکن میں اپنے آپ کو ان سارے خیالات سے نکال نہیں پا رہا۔ خدارا! آپ میری رہنمائی کریں کہ کیا میرا اس عورت سے رجوع جائز ہے؟ وہ عورت میرے بغیر نہیں رہ سکتی اور میں اپنے بیوی بچوں کو تباہ بھی نہیں کرنا چاہتا۔ مہربانی فرماکر مجھے صحیح راستہ دکھائیں۔

ج:..... آپ نے چونکہ اپنی بیوی کو بیک وقت زبانی اور تحریری طور پر تین طلاقیں دے دی ہیں۔ اس لئے آپ کی بیوی آپ پر حرام ہوگئی ہے اور بغیر تحلیل شرعی کے اب دوبارہ رجوع تو کیا دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ یہ حضرات صحابہ کرامؓ اور چاروں ائمہؒ کا متفقہ فتویٰ ہے۔ آپ کا اس خاتون سے رجوع کرنا ناجائز اور حرام ہے اور آپ کا یہ تعلق زناکاری کا تعلق ہے۔ لہٰذا آپ اس خاتون سے فوراً الگ ہوجائیں اور چند روزہ زندگی

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

کی خاطر اپنی آخرت برباد نہ کریں۔ آپ کا موجودہ طرز جہاں اپنی ذات سے بدخواہی ہے وہاں اس خاتون کی آخرت کے معاملہ میں بھی اس سے عداوت دشمنی ہے۔

جن لوگوں نے آپ کو اس طلاق کے موثر نہ ہونے کے بارہ میں کہا ہے یا تو وہ دین وشریعت سے ناواقف ہیں یا پھر وہ قصداً حضرات صحابہ کرامؓ اور پوری امت کے اکابر علمائے امت اور ائمہ مجتہدین کے مخالف ہیں۔

آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ ایک طرف صحابہ کرامؓ کا اجماع اور پوری امت کا اجماع ہو تو دوسری طرف ایسے چند خواہش پرست ہوں تو ان کی کیا حیثیت ہے؟

آپ ہی بتلائیں کہ کسی کو تین جوتے مارنے کے بعد یہ کہنا کہ میں نے ایک جوتا مارا ہے تو کیا وہ ایک شمار ہوگا یا تین؟ جس طرح عیسائیوں کا حضرت مریم، عیسیٰ اور اللہ تعالیٰ تینوں کو ملا کر ایک خدا کہنا غلط ہے، ایسے ہی ان لوگوں کا تین طلاق کو ایک کہنا بھی غلط ہے۔ جب تک آپ غلاظت کی اس دلدل سے نہیں نکلیں گے، پریشان رہیں گے اور دنیا کی کوئی طاقت آپ کو چین وسکون نہیں دلا سکے گی۔ میرے بھائی! مسلمان کو سکون دین و شریعت پر عمل کرنے سے ہی آئے گا۔ ☆☆☆

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

جلد:۳۰   ۴تا۱۱؍جمادی الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۸تا۱۴؍اپریل ۲۰۱۱ء   شمارہ:۱۴

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری   صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی   مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

امریکی پادریوں کی دہشت گردی!	۴	مولانا محمد اعجاز مصطفی
مذہبی رواداری	۶	قاری محمد حنیف جالندھری
محبت رسولؐ کے تقاضے	۹	حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی
مولانا محمد احمد مدنی شہیدؒ	۱۳	سید محمد زین العابدین
مغرب میں قبول اسلام کا بڑھتا ہوا رجحان	۱۵	مولانا ندیم الواجدی
قتل ناحق کی سزا	۱۹	سید شوکت علی
اسلام کو مٹانے کی مہم جوئی...	۲۱	پروفیسر خباب احمد خان
قادیانی دجل و فریب (۴)	۲۳	مولانا مجاہد مختار
تین عدد والی احادیث مبارکہ	۲۵	عنایت اللہ، گجرات
تحفظ ختم نبوت سیمینار	۲۶	مولانا توصیف احمد

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری   مطبع: القادر پرنٹنگ پریس   طابع: سید شاہد حسین   مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

امریکی پادریوں کی دہشت گردی!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

امریکی ریاست فلوریڈا میں ملعون ٹیری جونز اور دیگر پادریوں نے ایک بار پھر اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے ہوئے قرآن کریم شہید اور نذر آتش کردیا ہے۔ اس ناپاک جسارت، بدترین گستاخی،، انتہاپسندی، مذہبی جنونیت اور دہشت گردی کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ قرآن کریم کی شہادت اور بے حرمتی پر پوری مسلم امہ سراپا احتجاج بن چکی ہے۔ پاکستان میں بھی دینی، مذہبی، سیاسی، وکلاء کی تنظیموں اور جماعتوں کے علاوہ عیسائی برادری نے بھرپور احتجاجی ریلیاں نکالیں اور شاندار مظاہرے کئے۔ پاکستان کے صدر جناب آصف علی زرداری نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے قومی اسمبلی اور سینیٹ کے ارکان سے کہا ہے کہ وہ قرآن کریم کے اس واقعہ کے خلاف قرارداد مذمت منظور کریں، جب کہ پنجاب اسمبلی، خیبر پختون خواہ اور بلوچستان اسمبلی نے مذمتی قراردادیں منظور کیں اور اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل سے شدید احتجاج کیا گیا۔ اس دلخراش واقعہ کی تفصیلی خبر ملاحظہ ہو:

”گینس ویل/فلوریڈا (امت نیوز) امریکی ریاست فلوریڈا میں ۲ ملعون پادریوں نے دونوں جہانوں کی عظیم ترین کتاب قرآن پاک کو شہید کردیا۔ انسانی حقوق اور مساوات کے چیمپئن بننے والے اور پاکستانیوں کو اعتدال پسندی کا لیکچر جھاڑنے والے امریکا کی سرکاری انتظامیہ ملعون پادریوں ٹیری جونز کو اس انتہائی قبیح فعل سے باز رکھنے میں ناکام رہی۔ امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس نے گزشتہ برس ملعون ٹیری جونز کی جانب سے قرآن پاک شہید کرنے کے ناپاک منصوبے کے اعلان کے بعد مسلمانوں کے شدید رد عمل اور افغانستان میں امریکی فوجیوں کے قتل کا خدشہ ظاہر کیا تھا، تاہم ٹیری جونز اب اپنے مذموم عزائم پر عمل کر گزرا ہے۔ قرآن پاک کی شہادت کا انکشاف فرانسیسی خبر رساں ادارے نے پیر کے روز اپنی رپورٹ میں کیا، جس کے بعد یہ خبر درجنوں آن لائن اخبارات اور بالخصوص عرب ویب سائٹس پر شائع ہوئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق فلوریڈا کے قصبے گینس ویل میں اتوار کو ملعون پادری ٹیری جونز نے قرآن پاک کی شان میں گستاخی کے لئے ایک نام نہاد عدالت لگائی، جس کے بعد اس کے ساتھی ملعون پادری وائن ساپ نے قرآن پاک کے ایک نسخے کو آگ لگادی۔ خبر رساں ادارے کے مطابق چرچ میں قرآن پاک کے خلاف ”مقدمہ“ چلایا گیا۔ ملعون ٹیری جونز نے اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب کو (نعوذ باللہ) دہشت گردی اور دیگر جرائم کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اس کے بعد ”جیوری“ نے آٹھ منٹ تک غور وخوض کیا اور پھر ”سزا“ سنائی۔ اس دوران قرآن پاک کو ایک گھنٹے تک مٹی کے تیل میں ڈبوئے رکھا گیا۔ ملعون پادریوں نے شیطانی عدالتی کارروائی کے بعد قرآن کو نکال کر چیتل کے ایک ٹرے میں چرچ کے عین درمیان رکھا۔ ملعون ٹیری جونز کی نگرانی میں دوسرے ذہنی دیوالیہ پادری وائن ساپ

نے قرآن پاک کے نسخے کو آگ لگادی، اس موقع پر چند لوگوں نے جلتے قرآن مجید کے نسخے کے ہمراہ فوٹو بھی بنوائے۔ اطلاعات کے مطابق چرچ میں ۳۰ کے قریب لوگ موجود تھے، جن میں ایک خاتون سمیت اسلام سے مرتد ہونے والے ۳ بد بخت بھی شامل تھے۔ ملعون ٹیری جونز کا کہنا تھا کہ میں نے ستمبر میں مسلمانوں کو خبردار کیا تھا کہ وہ اپنی کتاب کی حفاظت کرلیں اور اس کا دفاع کریں لیکن مجھے کوئی جواب موصول نہ ہوا تو میں نے سوچا کہ حقیقی سزا دیئے بغیر حقیقی ٹرائل نہیں ہوسکتا، اس لئے میں نے قرآن پاک کو (نعوذ باللہ) سزا دے دی ہے۔ قرآن پاک کو شہید کرنے کے موقع پر گینس ویل شہر میں زندگی معمول کے مطابق چلتی رہی۔ ملعون ٹیری جونز نے لوگوں کو چرچ کی اس کارروائی میں شرکت کے لئے دعوت نامے تقسیم کئے تھے، تاہم مقامی انتظامیہ نے اس کا نوٹس نہیں لیا۔ ملعون ٹیری جونز نے گزشتہ برس ستمبر میں قرآن پاک کو شہید کرنے کے اپنے مذموم عزائم کا اعلان کیا تھا، جس پر مسلمانوں کا شدید ردعمل سامنے آیا اور امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ اگر اس نے اپنے منصوبے پر عمل کیا تو افغانستان میں امریکی فوجیوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ جائیں گی۔ امریکی صدر بارک اوباما نے بھی اس وقت ٹیری جونز کی مذمت کی، جس پر ملعون پادری نے منصوبہ ترک کرنے کا اعلان کیا، تاہم اسے روکنے کے لئے کوئی موثر اقدامات نہیں کئے گئے، جب کہ اس کے بعد امریکی کانگریس کی کمیٹی نے مسلمانوں کے خلاف ایک متعصبانہ سماعت بھی کی، جس میں مسلمانوں میں دہشت گردی کے رجحانات کا جائزہ لیا گیا۔ یہ سماعت اس قدر تعصب پر مبنی تھی کہ امریکی کانگریس کے واحد مسلم رکن آبدیدہ ہوگئے۔ مبصرین کے مطابق اس سماعت کے بعد امریکا میں اسلام مخالف انتہاپسندوں کی حوصلہ افزائی ہوئی، کیونکہ پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت کی دفعات کو اقلیت کے خلاف قرار دینے والے امریکا نے اپنے ملک کی مسلم اقلیت کے خلاف امتیازی سلوک کی کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔“ (روزنامہ امت کراچی، ۲۲؍مارچ ۲۰۱۱ء)

عیسائی دنیا ہمیشہ سے اسلام اور مسلمانوں کو مذہبی انتہاپسندی کے طعنے دیتی آئی ہے، اور اپنے آپ کو گویا وہ رواداری، روشن خیالی اور اعتدال پسندی کا عملی نمونہ سمجھتے ہیں لیکن اہل مغرب کا گاہے بگاہے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کرنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخانہ خاکے بنانا، توہین رسالت اور توہین قرآن کرنا، مسلمانوں کی نسل کشی کرنا، امن قائم کرنے کے نام پر مسلم ممالک پر بمباری کرنا، اس بات کا بین ثبوت ہے کہ یہود و نصاریٰ تعصب، اسلام دشمنی اور دہشت گردی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، درحقیقت یہی لوگ انتہاپسند ہیں، قرآن کریم آخری آسمانی کتاب اور کلام اللہ ہے، اس کی توہین اور بے حرمتی کرنے کی جسارت تو کوئی کمیونسٹ یا دہریہ بھی نہیں کرسکتا۔

دراصل امریکا اور یورپی ممالک میں اسلام کی پھیلتی ہوئی روشنی سے وہاں کے پوپ اور پادری بوکھلاہٹ کا شکار ہیں، اپنے مذموم اور گھناؤنے کرداروں کو چھپانے کی غرض سے وہ اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں۔ ان سازشوں اور پروپیگنڈوں سے دین فطرت کی راہ نہیں روکی جاسکتی۔ اسلام قیامت تک کے لئے قائم ودائم اور رہنے کے لئے ہی آیا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان حکمران بیدار ہوں اور متحد ہوکر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان سازشوں کو ناکام بنادیں۔ ہمارے خیال میں ان عیار، مکار اور فریبی قوم کا علاج یہ ہے کہ تمام مسلم ممالک ان سے تجارتی اور سفارتی تعلقات منقطع کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی مصنوعات کا اس وقت تک مکمل بائیکاٹ کریں جب تک کہ ان کی فرعونی گردن سرنگوں نہ ہوجائے اور امت مسلمہ سے اس واقعہ پر علانیہ معافی نہ مانگ لیں۔ اگر تمام اسلامی ممالک متحد ہوکر اس حکمت عملی کو اپنائے رکھیں گے تو ان شاء اللہ! یہ مادہ پرست قوم از خود اس بد بخت اور ناپاک ملعون پادری کو ناک رگڑنے پر مجبور کردے گی اور آئندہ کسی بد بخت کو ایسی جرأت کرنے کی ہمت نہیں ہوگی۔ بات صرف ہمت، جرأت اور استقامت اختیار کرنے کی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری

مذہبی رواداری

وفاقی وزارتِ مذہبی امور حکومت پاکستان کے زیراہتمام علماء مشائخ کنونشن منعقدہ ۱۸رجنوری ۲۰۱۱ء اسلام آباد میں خطاب

خطبہ مسنونہ کے بعد:

مذاہب کے درمیان مفاہمت اور مکالمہ کی بات ایک عرصہ سے دنیا بھر میں چل رہی ہے اور مختلف مذاہب اور نظریات کے حضرات اس پر اظہار خیال کر رہے ہیں۔

عام طور پر اس حوالہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان رواداری، مفاہمت اور مکالمہ و گفتگو کی فضا کو فروغ دینا ہر دور میں ضروری رہا ہے مگر اب جبکہ فاصلوں کے مسلسل سمٹتے چلے جانے کے بعد دنیا ایک گلوبل ویلج کی صورت اختیار کر رہی ہے، اس کی ضرورت پہلے سے زیادہ بڑھ رہی ہے تاکہ مختلف مذاہب اور عقائد و نظریات کے لوگ مل جل کر ایک سوسائٹی میں رہ سکیں اور مذہب کے حوالہ سے جو اختلافات ہیں وہ کشمکش اور تصادم کی صورت اختیار نہ کریں۔

مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان کشیدگی اور تنازعات کے شدت پسندانہ اظہار کو بھی اس ضرورت کی ایک وجہ قرار دیا جارہا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ماضی میں مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان تصادم، محاذ آرائی اور قتل و قتال کا جو سلسلہ صدیوں سے جاری ہے اس کا تسلسل آج بھی موجود ہے اور عنوان تبدیل ہونے کے باوجود وہ مذہبی شدت پسندی اور انتہا پسندی بدستور انسانی معاشرے میں موجود ہے۔

گزشتہ صدیوں میں یہودیوں اور مسیحیوں کے درمیان جو کچھ ہوا ہے اس کی ایک ہلکی سی جھلک ’’ہولوکاسٹ‘‘ کے حوالہ سے بیان کی جانے والی تلخ داستان کی صورت میں دیکھی جاسکتی ہے اور مسیحی مذہب کے کیتھولک پروٹسٹنٹ اور آرتھوڈکس فرقوں کے درمیان طویل خانہ جنگی کی صدائے بازگشت شمالی آئرلینڈ کی فضاؤں میں اب بھی سنائی دیتی ہے جبکہ مشرقی یورپ کے ممالک کے کمیونزم کے شکنجے سے نکل جانے کے بعد وہاں کی مسلم آبادی بالخصوص بوسنیا کے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے وہ بھی لوگوں کے ذہنوں میں تازہ ہے۔

الغرض مسلمانوں اور مسیحیوں، مسیحیوں اور یہودیوں، فلسطین میں یہودیوں اور مسلمانوں اور مختلف ادوار میں ان مذاہب کے باقی فرقوں کے درمیان داخلی طور پر خونریزی اور تصادم کی ایک لمبی تاریخ ہے جو مختلف محاذوں پر اب بھی جاری ہے اور اس صورت حال کو قابو میں لانے کے لئے اہل مذاہب کے درمیان مکالمہ اور مفاہمت کے فروغ کے لئے مختلف سطحوں پر کام ہو رہا ہے۔

اس تصادم اور خونریزی کو ختم کرنے کے لئے ایک حل یہ تجویز کیا گیا ہے جس پر دنیا کے ایک بڑے حصے میں عمل ہو رہا ہے کہ سرے سے مذہب کے وجود کی یا کم از کم سوسائٹی کے اجتماعی معاملات سے اس کے تعلق کی نفی کر دی جائے اور مذہب سے انکار یا اسے محض فرد کا ذاتی معاملہ قرار دے کر اس کے معاشرتی کردار کو ختم کر دیا جائے، لیکن یہ سوچ اور طریق کار منفی اور غیر فطری ہونے کی وجہ سے بالآخر ناکام ہوتا جارہا ہے اور دنیا کے مختلف معاشروں میں مذہب کے معاشرتی کردار کی واپسی کا عمل دھیرے دھیرے بڑھتا نظر آرہا ہے، جس نے دانش کی اعلیٰ سطح کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ مذہب کی نفی کرنے کی بجائے مذہب کے کردار و عمل کو باہمی مفاہمت و مکالمہ کے ذریعہ آگے بڑھایا جائے اور مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مذاکرات و مفاہمت کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔

یہ حقیقت ایک بار پھر انسانی سوسائٹی میں خود کو تسلیم کراتی دکھائی دے رہی ہے کہ مذہب ایک فرد اور انسان کی بھی ضرورت ہے اور معاشرہ اور سوسائٹی کی بھی ضرورت ہے جسے کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

پھر یہ مفروضہ بھی محض تکلف کی حیثیت رکھتا ہے کہ چونکہ مذہب کی وجہ سے تنازعات جنم لیتے ہیں اور باہمی تصادم اور خانہ جنگی کی صورت حال پیدا ہوتی ہے، اس لئے اس کی نفی کر دی جائے، اس لئے کہ مذہب کے علاوہ اور بھی عوامل موجود ہیں جو انسانی سوسائٹی میں منافرت، باہمی جنگ و جدال اور قتل و غارت کا باعث بنتے ہیں۔ پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم کے اسباب میں مذہب کا کوئی تذکرہ نہیں ہے اور قومیت، رنگ و نسل، علاقائیت، زبان اور نسلی عصبیت کا انسان کو لڑانے اور خون بہانے میں کردار کسی سے مخفی نہیں ہے، اس لئے مذہب کو سوسائٹی میں

جنگ و جدال، انتہا پسندی اور قتل و غارت کا باعث قرار دے کر اس کی نفی کرنے اور سوسائٹی کے اجتماعی معاملات سے مذہب کے بے دخل کرنے کا فلسفہ غیر فطری اور غیر حقیقت پسندانہ ہے اور اسی وجہ سے اسے کامیابی کی طرف بڑھنے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا۔

مذاہبی رواداری کا ایک اور فلسفہ آج کل زیر بحث ہے کہ تمام مذاہب کے مشترکات کو جمع کر کے ایک مشترکہ مذہب تشکیل دیا جائے اور جن اقدار و روایات کی سوسائٹی کو ضرورت ہے انہیں ایک ''متحدہ مذہب'' کی صورت میں فروغ دیا جائے۔ اسی فلسفہ کے تحت پانچ سو سال قبل برصغیر میں مغل بادشاہ جلال الدین اکبر نے ''دین الٰہی'' تشکیل دیا تھا جو انسانی سوسائٹی کے مزاج اور نفسیات سے مطابقت نہ رکھنے کی وجہ سے فیل ہو گیا تھا اور اسی کا ناکام تجربہ آج کل ''بہائی مذہب'' کی طرف سے اس طرح کیا جا رہا ہے کہ بعض بڑے مراکز میں تمام مذاہب کی عبادت گاہیں ایک چھت کے نیچے بنا کر یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ ''اتحاد بین المذاہب'' کی عملی صورت ہے کہ مختلف مذاہب کے پیروکار ایک چھت کے نیچے اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق عبادت کرتے ہیں مگر یہ غیر فطری تجربہ بھی ناکامی کے سوا کچھ حاصل نہیں کر پا رہا اور ایک محدود اور مخصوص طبقہ کے سوا کسی کی توجہ حاصل نہیں کر سکا۔

''بین المذاہب'' مفاہمت کی ایک صورت یہ ہے کہ ہر شخص اور ہر طبقہ اپنے اپنے عقیدہ پر قائم رہتے ہوئے اس پر عمل کرے مگر دوسروں کا وجود تسلیم کر کے ان کا احترام ملحوظ رکھے اور باہمی احترام اور مفاہمت کی فضا قائم کی جائے۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں جو ہدایات دی ہیں اور جس طرح دورِ نبوی اور خلافتِ راشدہ کے دور میں مسلمانوں اور اسلام کی راہ میں مزاحمت نہ کرنے والے غیر مسلموں کے درمیان جس طرح تعلقات رہے ہیں اور خلفائے راشدین نے اسلامی ریاست میں رہنے والے غیر مسلموں کے حقوق و مفادات کا جس طرح تحفظ کیا ہے وہ تاریخ کا ایک روشن باب ہے جبکہ بنو عباس، بنو امیہ، بنو عثمان اور اندلس کی مسلمان حکومت کے زمانے میں غیر مسلم جس امن کے ماحول میں اسلامی ریاست میں زندگی بسر کرتے رہے ہیں، اسے اس رواداری اور برداشت کی مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور و قانون اور معاشرتی رویہ میں غیر مسلموں کے لئے رواداری اور مفاہمت کا جو ماحول پایا جاتا ہے، اس کا بھی جائزہ لینے کی ضرورت ہے، اس لئے کہ پاکستان میں رہنے والی اقلیتوں کو تمام وہ حقوق حاصل ہیں جو بنیادی اور شہری حقوق میں شمار ہوتے ہیں، لیکن دو تین معاملات ایسے ہیں، جس میں تحفظات پائے جاتے ہیں اور بین المذاہب مفاہمت کے فروغ کی کوشش میں ان کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

مثلاً دستور پاکستان ملک کی مسلم اکثریت اور اقلیتوں کے درمیان ''معاہدہ'' کی حیثیت رکھتا ہے جو سب کے اتفاق سے منظور اور نافذ ہوا ہے۔ اگر سب لوگ اس دستور کے مطابق چلیں تو کوئی مسئلہ کھڑا نہیں ہو گا لیکن جب اس دستور کو یا اس کے اسلامی تشخص کو چیلنج کیا جاتا ہے تو شکایات پیدا ہوتی ہیں اور مسلمان اکثریت کے لئے یہ بات قابل قبول نہیں ہوتی کہ پاکستان کی اسلامی بنیادوں اور دستور کے اسلامی تشخص کی نفی کی جائے۔ دوسرے نمبر پر حقوق کے نام پر جب کچھ عناصر پاکستان کے اسلامی تشخص کے خلاف عالمی استعمار کی یلغار اور مہم کا حصہ بنتے ہیں تو اس سے اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً ناموس رسالت کے تحفظ کا قانون دیکھ لیجئے، جب اسے مکمل طور پر ختم کرنے کی بات کی جاتی ہے تو یہ عالمی سیکولرازم کے اس ایجنڈے کی تائید ہوتی ہے جس پر وہ پاکستان کے اسلامی تشخص کو ختم کرنے کے لئے عمل کر رہا ہے۔ اس قانون کے مبینہ طور پر غلط استعمال کو روکنے کی بات اس سے مختلف ہے اور سرے سے قانون کو ختم کر دینے کی بات قطعی طور پر اس سے الگ ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین تمام مذاہب میں سنگین جرائم کی فہرست میں آتی ہے اور اس پر موت کی سزا بائبل میں بھی مذکور ہے، اس لئے جب اسے قانون سے بالکل ختم کرنے کا مطالبہ ہوتا ہے تو

يَا حَيُّ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — يَا قَيُّومُ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌo اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌo

سیرت نبوی ﷺ پر عمل کی نیت سے ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی رحمہ اللہ کی تالیف ''اسوۂ رسول اکرم ﷺ'' کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

خصوصی گزارش: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جانے والے حضرات سے حرم کعبہ اور روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کے وقت خصوصی دعا اور سلام پیش کرنے کی درخواست ہے

نیک بنو، نیکی پھیلاؤ / دعا کا طالب: ایک اللہ کا بندہ Email:Muhammadatif78692@aol.com

اس سے کسی مذہب کی نمائندگی نہیں ہوتی بلکہ مذہب کی نفی کرنے والے عالمی سیکولرازم کی تائید وتقویت ہوتی ہے جس سے مسلمانوں کو شدید اختلاف ہے۔

اسی طرح قادیانیت کا مسئلہ ہے کہ قادیانی گروہ سرے سے پاکستان کے دستور کو تسلیم نہیں کر رہا اور منتخب پارلیمنٹ کے متفقہ دستوری فیصلہ کو مسترد کر رہا ہے، اس لئے جب مذہبی آزادی کے نام پر قادیانیوں کے اس غیر دستوری اور غیر جمہوری رویے کی تائید کی جاتی ہے اور انہیں سپورٹ کیا جاتا ہے تو اس سے مسلم اکثریت کے جذبات کا مشتعل ہونا فطری بات ہے۔

حضرات محترم! میرا ان گزارشات سے مقصد یہ ہے کہ بین المذاہب مفاہمت کے فروغ اور مکالمہ بین المذاہب کے لئے جب ہم بات کرتے ہیں تو اس کے اہداف ہمارے سامنے ہونے چاہئیں اور ابہام کی فضا میں مذہبی شدت پسندی کا عنوان دے کر مذہبی حلقوں کو خواہ مخواہ ہدف تنقید بنا کر ہمیں کنفیوژن میں اضافہ نہیں کرنا چاہئے۔ گول مول باتوں اور ابہام کی فضا سے کنفیوژن بڑھتا ہے اور مسائل حل ہونے کی بجائے مزید الجھ کر رہ جاتے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بین المذاہب مفاہمت کا سب سے بڑا نکتہ یہ ہے کہ ہم سب اس دستور کا احترام اور اس کی حدود کی پابندی کریں جو ہمارے درمیان سوشل کنٹریکٹ کی حیثیت رکھتا ہے اور ہم سب نے اس کی وفاداری کا عہد کر رکھا ہے۔

دوسرے نمبر پر یہ ضروری ہے کہ باہمی شکایات ومشکلات کا حل ہمیں اپنے ملک کے اندر اور دستور کے دائرہ میں تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کے لئے پاکستان کے بارے میں مخصوص منفی ایجنڈا رکھنے والے عالمی استعمار کو ملکی معاملات میں دخل اندازی کا موقع دینے سے گریز کرنا چاہئے کہ یہ ملکی مفاد کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ مسائل و مشکلات کے حل کے لئے بھی کسی صورت میں فائدہ مند نہیں ہے۔

تیسرے نمبر پر یہ ضروری ہے کہ مختلف مذاہب کے مذہبی راہنماؤں کے درمیان وقتاً فوقتاً مل بیٹھنے اور مشترکہ مسائل اور مشکلات وشکایات پر غور کرنے اور باہمی مشاورت و اعتماد کے ساتھ ان کا حل تلاش کرنے کا کوئی ایسا نظام ضروری ہے جو نارمل حالات میں بھی قائم رہے اور ملاقاتوں اور تبادلہ خیالات کا سلسلہ اس کے ذریعہ جاری رہے۔

اللہ کرے کہ یہ اجتماع ہمارے ان مشترکہ مقاصد کے حصول کے لئے مفید ثابت ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

☆☆..............☆☆

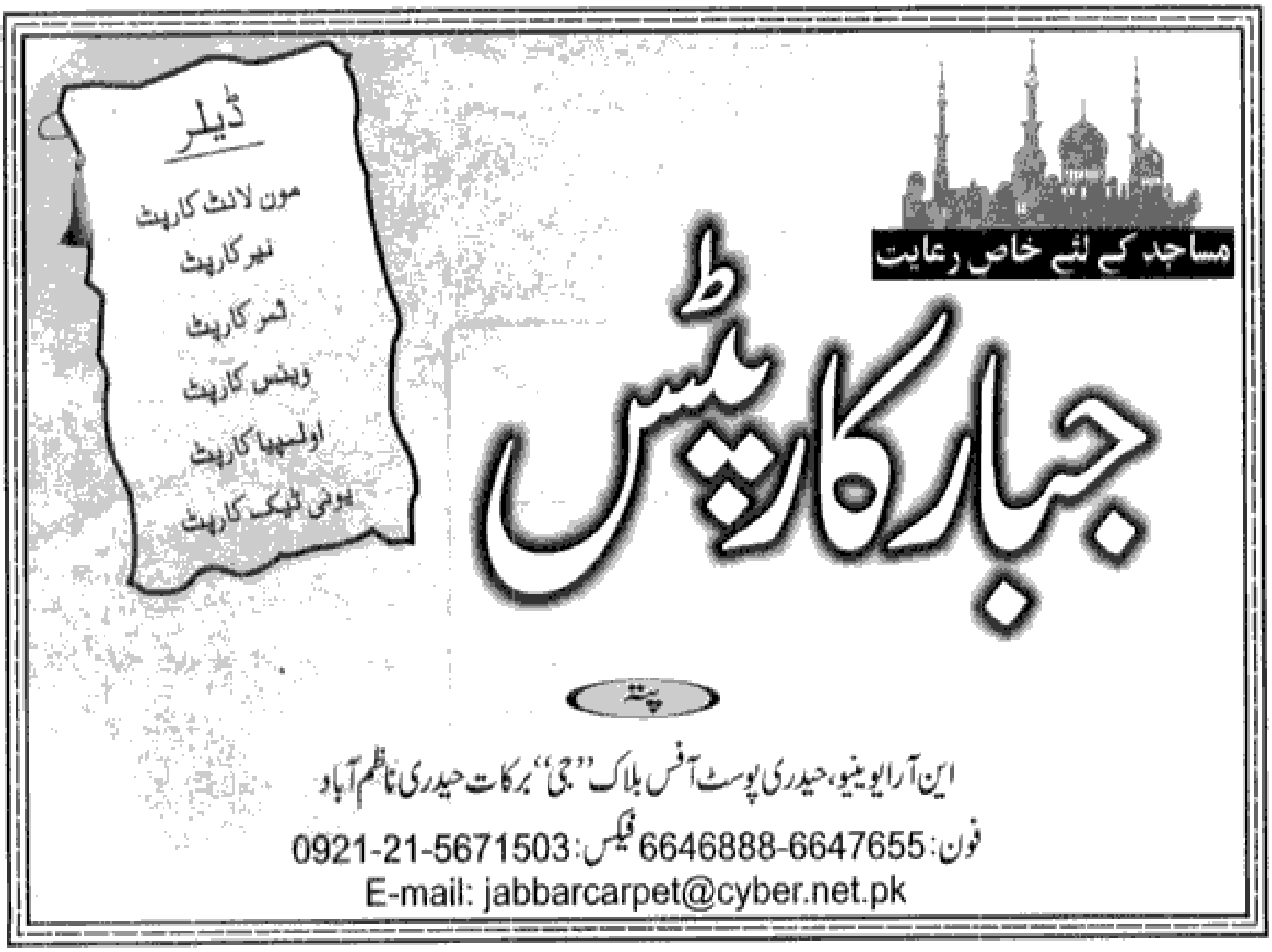

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

محبتِ رسول کے تقاضے

حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم نے علماء وطلبا کی مجلس میں خطاب فرمایا، جسے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے

میرے تو وہم وخیال میں بھی نہیں تھا کہ یہاں کوئی جلسہ ہو رہا ہے اور اس میں مجھے کچھ بیان کرنا پڑے گا، مجھے تو اطلاع یہ ملی تھی کہ حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ تشریف لائے ہوئے ہیں اور ہمارے اس دوست، مہربان بھائی محمد اختر صاحب خلیفہ مجاز حضرت خاکوانی کی طرف سے دعوت ہے، تو میں نے سوچا کہ دو کام ہو جائیں گے۔ حضرت کی زیارت بھی ہو جائے گی اور دوستوں سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ اب حضرت نے حکم فرمایا ہے کہ بیان تو لازماً کرنا ہی، چاہے پہلے کروں چاہے بعد میں کروں۔ میں چونکہ آج سارا دن مصروف رہا اور بڑا لمبا سفر میں نے کیا ہے، اس لئے معذرت بھی کی کہ میں تھکا ہوا ہوں، لیکن حضرت کا فرمان ہے کہ بیان تو لازماً کرنا ہے۔ لہٰذا تعمیل ارشاد کے لئے ابتدا میں اللہ کی توفیق سے اور ان حضرات کی توجہ سے دو چار باتیں عرض کر دیتا ہوں، صرف اس مجلس کی برکات میں شریک ہونے کے لئے اور ثواب حاصل کرنے کے لئے۔ اس لئے میں نے حضرت کی خدمت میں درخواست کی ہے کہ گاڑی آپ کی توجہ سے چلے گی۔

سب سے پہلے میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن کریم میں آیت پڑھی: ''الا'' عربی میں ایسے موقع پر بولا جاتا ہے جہاں کوئی اہم بات کہنی ہو اور سننے والے کو متوجہ کرنا مقصود ہو۔ ہماری زبان میں بھی چاہے وہ پنجابی ہے، چاہے اردو ہے، ایسے الفاظ آئے ہیں: ''کان کھول کر سنو! توجہ سے سنو! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں ذرا خیال سے سن لو!'' ایسے لفظ پہلے بولے جاتے ہیں، اس بات کے شروع میں جو اہم ہوتی ہے، تو اس ''الا'' جس کو ہم طالب علمانہ زبان میں حرف تنبیہ کہتے ہیں اور ہم اس کا معنی کرتے ہیں: خبردار! ہوش سے سنو! توجہ سے سنو: ''ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون''... بے شک اللہ کے دوست نہ ان پر خوف ہوتا ہے نہ حزن... ان الفاظ میں یہ سمجھو کہ شان اولیا مذکور ہے آگے آ گیا: الذین آمنو... اولیاء وہ ہیں، ایمان لاتے ہیں ان کا عقیدہ صحیح ہوتا ہے۔ ''وکانوا یتقون''... اور اللہ سے ڈرتے ہیں... تو ان الفاظ میں اولیاء اللہ کی پہچان ہے کہ ولی کون ہوتا ہے، ولی کسے کہتے ہیں؟ ''ان اولیاء اللّٰہ'' والے الفاظ میں اولیاء اللہ کی شان ہے، اور ''الذین آمنوا وکانو یتقون'' میں اولیاء کی پہچان ہے اور ''لھم البشریٰ'' کے الفاظ میں اولیاء اللہ کا انجام ہے، تین باتیں آ گئیں: اولیاء کی شان، اولیاء کی پہچان، اور اولیاء کا انجام، یہ آیت ان تینوں باتوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ایک ایک بات تفصیل طلب ہے، جس کے لئے نہ مجھ میں ہمت ہے نہ وقت میں گنجائش ہے، آنے والے سب حضرات اس موضوع پر بیان کریں گے، اس لئے انشاء اللہ العزیز ان باتوں کی پوری تفصیل اس میں آ جائے گی۔

پہلی بات جو میں نے ذکر کی وہ ایمان ہے، اس میں اتنا عرض کرتا ہوں کہ ایمان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد کرتے ہوئے، جن چیزوں کو ہماری آنکھوں نے دیکھا نہیں، جن چیزوں کو ہمارے کانوں نے سنا نہیں، اللہ اور اللہ کے رسول پر اعتماد کرتے ہوئے ان باتوں کو مان لیا جائے اور اُن پر یقین کر لیا جائے اس کو ایمان کہتے ہیں، ایمان میں توحید بھی ہے، ایمان میں رسالت پر ایمان لانا بھی ہے اور آخرت پر ایمان لانا بھی ہے۔

سب سے پہلے یہ دیکھو کہ جس کو ہم ولی کہنا یا ماننا چاہتے ہیں، کیا اس کے پاس ایمان ہے؟ اس کا عقیدہ صحیح ہے؟ توحید ورسالت اور معاد پر اس کا ایمان ہے، کیا وہ اللہ اور اللہ کے رسول کی بیان کی ہوئی باتوں پر یقین رکھتا ہے؟ تو آپ کو معلوم ہے کہ یہ باتیں تب ہی یقین میں آئیں گی جب اس کے پاس ان باتوں کا علم بھی ہو اور اگر وہ جانتا ہی نہیں تو اس پر یقین کیا کرے گا، اس لئے علم سب سے پہلے:

''فاعلم انہ لا الہ الا اللّٰہ۔'' (محمد:19)

کہ وہ ان باتوں کی تفصیل جانتا ہو جن کو ماننا ضروری ہے۔ تفصیل جاننے کے بعد پھر اس پر دلی یقین بھی کرتا ہو، یہ ایمان ہے: ''وکانوا یتقون'' اور اس میں تقویٰ بھی ہو۔

تقویٰ کسے کہتے ہیں؟ مومن متقی اللہ کا ولی ہوتا ہے، بعض آثار میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ سے سوال کیا کہ تقویٰ کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا: امیر المومنین! آپ کو کبھی ایسے راستے پر چلنے کا اتفاق ہوا ہے، جس میں کانٹے دار جھاڑیاں بہت ہوں؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں! انہوں نے عرض کیا: کیسے چلتے ہیں؟ فرمایا: دامن بچاتے ہوئے، قدم بچاتے ہوئے، احتیاط کے ساتھ قدم اٹھاتا ہوا چلتا ہوں تو فرمایا: یہی تقویٰ ہے کہ چلو بیچ بیچ کے قدم رکھو

سوچ سوچ کے، دامن کو سنبھال کر چلنے کے اس طریقے اور جذبے کو تقویٰ کہتے ہیں۔ (تفسیر قرطبی، ص:۱۶۱،ج:۱،تفسیر ابن کثیر،ص:۱۴۱،ج:۱)

لیکن انسان کے روحانی سفر میں کون سے کانٹے بچھے ہوئے ہیں؟ تو جواب یہ ہے کہ وہ کانٹے ہیں، معاصی اور گناہ، نگاہ کا گناہ، کان کا گناہ، دل کا گناہ، لین دین کا گناہ، مالیات میں ہیرپھیر کا گناہ۔ یہ سب کے سب کانٹے بکھرے ہوئے ہیں، تو متقی اس کو کہتے ہیں جو ہر چیز سے بچتا ہوا چلے، نہ اپنی آنکھ کو کہیں الجھنے دے نہ اپنے کان کو کسی غلط مصرف پر استعمال ہونے دے حتی کہ تقویٰ کی انتہا یہ ہوتی ہے کہ دل کے اندر بھی غیر اللہ سے تعلق نہ رہے، معصیت کا شوق ذوق نہ رہے بلکہ دل بھی پاک ہوجائے تو ظاہر سے لے کر باطن تک انسان متقی ہوگیا، اور اگر کسی کی ساری زندگی سراپا معصیت ہے۔ اللہ کے احکام کی مخالفت کرتا ہے، نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا، گانے سنتا ہے، غیر محرم عورتوں میں وقت گزارتا ہے اور لوگوں سے غلط طریقوں کے ساتھ مال سمیٹتا ہے، تو یہ شخص ایسا ہے جس کو تقویٰ کی ہوا بھی نہیں لگی، ایسے شخص کو ولی سمجھ لینا بہت بڑا دھوکا ہے اور اس دھوکے میں آجانے کے بعد انسان خود گمراہی میں جا پڑتا ہے، پہلے دیکھو کہ عقیدہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس شخص کا عمل تقویٰ والا ہے یا نہیں؟ اللہ کی معصیت سے بچتا ہے یا نہیں؟ اگر اللہ کی معصیت سے بچتا ہے، بچ بچ کے چلتا ہے اپنی ہر چیز کی حفاظت کرتا ہے، اپنے دامن کو کسی معصیت کے کانٹے میں الجھنے نہیں دیتا تو پھر آپ کہیں گے کہ یہ مومن بھی ہے، متقی بھی ہے اور یہ اللہ کا ولی ہے۔

میری ایک بات ذرا غور سے سن لیں! ایک ہماری یہ مادی زندگی ہے، اس میں ہمارے پاس دنیا کا مال ہوتا ہے، ایک آدمی کوٹھی کا مالک ہے، ایک آدمی مربعوں کا مالک ہے، ایک آدمی کارخانوں کا مالک ہے، کار کا مالک ہے، یہ دنیاوی سامان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے اس مال میں وراثت رکھی ہے، بیٹا لائق ہو تو بھی وہ وارث ہے، نالائق ہو تو بھی وارث ہے، باپ زمیندار تھا، اس کے مرنے کے بعد وہ زمین بیٹے کو مل جائے گی، بیٹا بھی زمیندار ہوجائے گا، چاہے لائق ہو چاہے نالائق، باپ مل کا مالک ہے مرے گا مل بیٹے کو مل جائے گی، لائق ہے چاہے نالائق، کوٹھی ہے جب اس کا مالک مرا تو مرنے کے بعد کوٹھی بیٹے کو مل جائے گی، چاہے وہ لائق ہے چاہے نالائق ہے اور آج کل ہمارے زمانے میں یہی دستور ہے کہ دنیاوی سازو سامان میں اللہ تعالیٰ نے وراثت کا اصول رکھا ہے کہ جس وقت بڑا مرتا ہے تو وہ چیز چھوٹوں کو مل جاتی ہے، یہ نہیں دیکھا جاتا کہ یہ پڑھے ہوئے ہیں یا جاہل ہیں، نیک ہیں یا بدمعاش ہیں، عقلمند ہیں یا پاگل ہیں، کیسا بھی ہو وراثت منتقل ہوتی ہے۔

اور ایک ہیں روحانی کمالات، یاد رکھئے روحانی کمالات میں وراثت نہیں ہے، روحانی کمالات حاصل کرنے کے لئے انسان کو خود محنت کرنی پڑتی ہے، اگر کسی کا باپ حافظ ہے اور بیٹے نے محنت کرکے قرآن یاد نہیں کیا تو وراثت میں وہ حافظ نہیں بنے گا، اگر باپ حاجی ہے اور بیٹے نے اپنے عمل کے ساتھ حج نہیں کیا تو باپ کے حاجی ہونے کی وجہ سے بیٹا حاجی نہیں ہوگا، یہ تو خیر بڑی باتیں ہیں۔ انسانی کمالات میں چھوٹی چھوٹی باتیں لے لیں، مثلاً سائیکل چلانا یہ بھی ایک کمال ہے، اگر بیٹا خود محنت کرکے سائیکل چلانا نہیں سیکھے گا تو اس کو صرف اس بنا پر سائیکل چلانا نہیں آجائے گا کہ اس کا باپ سائیکل چلاتا تھا، یہ چھوٹے چھوٹے کمالات ایسے ہیں جو محض وراثتاً نہیں آتے بلکہ اس کے لئے انسان کو خود محنت کرنا پڑتی ہے۔

ہمارے ہاں ایک بہت بڑی گمراہی کی بات یہ ہے کہ فلاں شخص کا باپ بڑا آدمی تھا، بزرگ تھا، پیر تھا، اس لئے اس کا بیٹا لازماً پیر ہو، چاہے وہ جاہل ہو یا جیسا کیسا ہو بس ولی کا بیٹا ولی ہے، آٹھ آٹھ سو سال پہلے بزرگ گزرے ہیں، آج ان کے وارث چاہے جس قسم کے ہوں، کتے لڑاتے ہوں، ناچ گانا کرواتے ہوں، فحاشی میں مبتلا ہوں، عیاشی میں مبتلا ہوں چاہے دوسرے سے نماز نہ جانتے ہوں، بسم اللہ نہ جانتے ہوں، کبھی انہوں نے پڑھا نہیں، قرآن کریم کی تلاوت تک نہیں جانتے، لیکن لوگ ان کو سجدے کرتے ہیں، اور ان کے ہاتھ پاؤں چومتے ہیں اور محنت کی کمائی لے جا کر ان کے پلے ڈالتے ہیں کیونکہ یہ بزرگوں کی اولاد ہیں، اس لئے ان کے ساتھ وہی برتاؤ کرو جو بزرگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس کو تحفہ ہدیہ دے دینا یہ الگ بات ہے، لیکن اس کو اپنا مقتدا مان لینا یہ عقل اور شریعت دونوں کے خلاف ہے۔

روحانی کمالات خود محنت کرکے حاصل کرنے پڑتے ہیں، وراثت میں نہیں آیا کرتے، اس لئے ولی کا بیٹا ولی ہو، یہ کوئی اصول نہیں۔ آپ اللہ کے دوست بننا چاہتے ہیں، اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ از خود محنت کرو، محنت کرکے علم حاصل کرو، محنت کرکے اپنا عقیدہ صحیح کرو، محنت کرکے اپنا عمل صحیح کرو اور تقویٰ کو اپناؤ اور تقویٰ کو اپنانے کے بعد اگر آپ کا باپ ولی تھا تو آپ بھی ولی بن جائیں گے اور اگر محنت کے ساتھ آپ اصولوں کو نہیں اپنائیں گے تو آپ محروم رہ جائیں گے، جیسے نوح علیہ السلام کا بیٹا بھی خود محنت نہ کرنے کی وجہ سے کمالات سے محروم ہوگیا، اس لئے ایمان اور تقویٰ یہ دونوں ولایت حاصل کرنے کے اصول ہیں۔ سب سے پہلے اپنا عقیدہ درست کرو اور اس کے بعد اپنا عمل صحیح کرو، ظاہر بھی شریعت کے مطابق ہو جس کو اتباع شریعت کہتے ہیں اور باطن بھی صحیح کرو جس کو ہم طریقت اور تزکیہ کہتے ہیں اور جب ظاہراً و باطناً اصلاح ہوجاتی ہے تو انسان اللہ کے قریب ہو کے ولی بن جاتا ہے۔

تقویٰ حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک بہت آسان اصول مقرر فرمایا ہے کہ اہل تقویٰ اور

اہل ایمان سے محبت کر کے جب ان سے ملنا جلنا شروع کرو گے تو آپ کو بھی یہ دولت نصیب ہو جائے گی، یہ تقویٰ والی نعمت بازار میں نہیں ملتی، یہ نعمت ان لوگوں کے پاس ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے ایمان اور تقویٰ دیا ہے ان کے ساتھ محبت اور ان کے ساتھ تعلق، ان کی صحبت میں بیٹھنا اور ان میں زیارت کرنا یہ چیزیں ایسی ہیں جن کے ساتھ انسان کو تقویٰ بھی آتا ہے، اللہ کی اطاعت کرنے کا طریقہ بھی آتا ہے اور انسان کا عقیدہ بھی صحیح ہوتا ہے اور عمل بھی صحیح ہوتا ہے، اس لئے جو حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے ولی ہوں ان کی زیارت بھی ثواب، ان کی صحبت میں بیٹھنا بھی بہت بڑی سعادت اور ان کے ساتھ محبت، یہ بھی اللہ کا بہت بڑا انعام ہے، اس سلسلے میں، میں نے آپ کی سامنے مختصر سے روایت پڑھی۔

المرء مع من احب .... اس کا شان ورود کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کب فرمایا تھا، حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا: یا رسول اللہ! ایک آدمی کو کسی شخص سے محبت ہے لیکن: ''لم یلحق بھم'' (بخاری:۹۱۱، مشکوٰۃ:۴۲۶) وہ اس کے ساتھ ملا نہیں۔ لاحق کے شارحین نے دو معنی کئے ہیں، ایک یہ کہ وقت نہیں پایا، ایک دوسرے کا زمانہ نہیں پایا اور آپس میں ملاقات نہیں ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ساتھ تم نے محبت لگائی، اگر اس کے ساتھ لحوق نہیں ہوا، اس کے ساتھ ملاقات نہیں ہوئی تو بھی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں اکٹھا کر دے گا، محبت والے کی معیت نصیب ہو جائے گی اور ایک معنی یہ ذکر کیا کہ عمل کے اعتبار سے انسان اس کے ساتھ لاحق نہیں، وہ بڑے نیک، بہت متقی، بڑے عبادت گزار، بہت قرآن کریم پڑھنے والے اور دوسرا شخص ان سے محبت رکھتا ہے لیکن اس کا عمل اس معیار کا نہیں اور عملی زندگی میں وہ ان کے ساتھ لاحق نہیں ہے بلکہ بہت نیچے ہے، تو آپؐ نے فرمایا: کوئی بات نہیں، جس درجہ تمہارا محبوب اللہ کا ولی ہوگا، اس کا جو درجہ اور مرتبہ ہے محبت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں ان کے ساتھ ملا دے گا، گویا کہ محبت سے عملی کمی کی تلافی ہو جائے گی، لاحق کا یہ دوسرا معنی زیادہ واضح ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک اور موقع پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بیان کی تو اس وقت جو لوگ وہاں موجود تھے، ان کو ایمان کے بعد سب سے زیادہ خوشی اس بات سے ہوئی، کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہمیں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور قیامت کے دن ہمیں ان کی معیت مل جائے گی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تو سب سے زیادہ محبت آپؐ سے تھی یا صحابہ کرامؓ کو آپس میں ایک دوسرے سے محبت تھی۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ (حضورؐ کے بعد) مجھے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بہت محبت ہے، انشاء اللہ قیامت کے دن میں انہیں کے ساتھ ہوں گا۔ (بخاری:۵۲۱)

محبت دل میں ہوتی ہے آنکھوں سے نظر نہیں آتی تو سوال یہ ہے کہ محبت کی پہچان کیسے ہوگی؟ کہ آپ کو اس سے محبت ہے، اس کا کوئی معیار ہے یا نہیں۔ حضرت انسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے اور آپؐ ان کو بیٹا کہہ کر بلاتے تھے، تو آپؐ نے فرمایا: یا بنی! اے بیٹے: ''ان استطعت ان تصبح وتمسی ولیس فی قلبک غش لاحد'' بیٹے اگر ایسا ہو سکتا ہے کہ صبح تو اس حال میں کرے کہ تیرے دل میں کسی کے متعلق کینہ، بغض نہ ہو اگر تو ایسا کر سکتا ہے تو ایسے ہی کیا کر، پھر فرمایا: ''وذالک من سنتی'' یہ میرا طریقہ ہے کہ میں اپنے دل میں کسی سے حسد بغض نہیں رکھتا، غش نہیں رکھتا۔ ''ومن احیی سنتی فقد احبنی'' جس نے میری سنت کو زندہ کیا، اس نے میرے طریقہ سے پیار کیا۔ ''ومن احبنی کان معی فی الجنۃ'' جس نے میری سنت کو زندہ کیا، اس نے میرے طریقہ سے پیار کیا۔ ''ومن احبنی کان معی فی الجنۃ'' اور جو میرے سے محبت کرے گا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ اس روایت کو آپ کے سامنے پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں محبت ہے یا نہیں؟ اس کا معیار اتباع سنت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو ہم دل و جان سے سب سے اچھا طریقہ سمجھیں، جیسا کہ حضرت نفیس شاہؒ خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ اپنی نظم میں فرماتے ہیں:

اے رسول امینؐ خاتم المرسلین
تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

آپ کائنات میں سب سے ممتاز ہیں تو آپؐ کا طریقہ بھی کائنات میں سب سے زیادہ ممتاز ہے کوئی دوسرا شخص نہیں کہ جس طریقے کو ہم کہہ سکیں کہ اس کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں اچھا ہے، اگر کسی کا یہ عقیدہ ہے تو وہ ایمان سے خالی ہے۔ حضرت موسیٰ اللہ کے رسول اولوالعزم، صاحب کتاب رسول، وہ فرعون وقت کے مقابلے میں آ گئے اور وقت کا فرعون اپنے آپ کو رب بنائے بیٹھا تھا کہتا تھا: ''انا ربکم الاعلی'' (النازعات:۲۴) میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں، قرآن نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ مشرک تھا، بت پرست تھا، شرک پھیلاتا تھا، ایک تو اس فرعون کا طریقہ تھا اور ایک مقابلے میں آنے والی شخصیت موسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ تھا، اب جو شخص موسیٰ کو مانتا ہے اس نے انہیں کا طریقہ اپنانا تھا، مصر میں ایک تہذیب فرعون کی تھی اور دوسری تہذیب موسیٰ علیہ السلام کی تھی تو وہ فرعون وقت اپنی قوم کو موسیٰ علیہ السلام سے مشتعل کرنے کے لئے بتاتا ہے کہ ''انی اخاف ان یبدل دینکم'' مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں یہ تمہارا دین نہ خراب کر دے اور ایک جگہ لفظ ہے: ''ویذھبا بطریقتکم المثلیٰ'' (طٰہٰ:۶۳) تمہارا بہترین طریقہ جس کے مطابق تم زندگی گزار رہے ہو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تمہارے اس طریقے کا ختم کر کے تمہاری تہذیب کو خراب نہ کر دے۔

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے، آج وقت کا فرعون بھی یہی کہتا ہے کہ ہماری تہذیب سب سے اچھی ہے اور اسلام سے خطرہ ہے کہ کہیں ہماری تہذیب کو ختم نہ کردے، یہ وہی فرعونی نعرہ ہے جو اس وقت فرعون نے موسیٰ کے مقابلے میں لگایا تھا، آج کا فرعون حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں یہی نعرہ لگاتا ہے گویا ان کا طریقہ اچھا نہیں اور ہمارا طریقہ اچھا ہے، مجھے ڈر ہے کہ اسلام پھیل کر کہیں ہماری تہذیب کو ادل بدل نہ کردے۔

اب ایک طرف تو ملعون (یہود و نصاریٰ) کی تہذیب ہے اور ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، آپ نے ملعون (یہود و نصاریٰ) کے طریقے کو اختیار کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے اس کے طریقے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مقابلے میں اچھا سمجھ لیا، تو جو اس عیسائی تہذیب کو، اس کے طور طریقے کو اچھا سمجھ کر اختیار کرے اور وہ کہے کہ واقعی یہ لباس اچھا ہے، یہ رہنا سہنا اچھا ہے، اس طرح زندگی گزارنی اچھی ہے تو کیا آپ کو کہہ سکتے ہیں کہ اس کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے؟ جب مقابلہ آجائے تہذیبوں کا تو آپ ایک ایک سنت پر پابند ہوجائیں۔

☆... آپ کے نزدیک شکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے اچھی ہو۔

☆... آپ کے نزدیک لباس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے اچھا ہو۔

☆... آپ کے نزدیک کھانے کا طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے اچھا ہو۔

☆... آپ کے نزدیک زندگی کا طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے اچھا ہو۔

اور ہم اس غیر مسلم تہذیب پر لعنت بھیجتے ہیں تو پھر اس کا اظہار ہوگا کہ آپ کو واقعتاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور ان کے دشمن سے آپ کو نفرت ہے، اپنے دل میں غور کرو کہ تمہارے اندر کون سی تہذیب رچی ہوئی ہے اور کس تہذیب کو ترجیح دیتے ہو؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مقابلے میں کوئی دوسرا طریقہ ہے جس کو آپ اپنائیں؟ لیکن تم اپناؤ تو عیسائی تہذیب، طور طریقہ تمہارا کافروں والا ہو تو اس بارے میں علامہ اقبال کا فتویٰ ہے:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری شکل دیکھو تو عیسائیوں والی، رسم و رواج دیکھو تو ہندوؤں والے کیا تم مسلمان ہو، جن کو دیکھ کے شرمائیں یہود، تو علامہ اقبال کہتے ہیں: کہ اس کا کوئی جوڑ نہیں ہے کہ ان سب کاموں کے باوجود تم کہو کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں، یہ دعویٰ غلط ہے کیونکہ جس کا انسان عاشق ہوتا ہے اس کے طور طریقے بھی انسان کو اچھے لگتے ہیں، سکھ کسی جگہ کھڑا ہو اپنی تہذیب کے اعتبار سے وہ پہچانا جاتا ہے کہ یہ سکھ ہے اور ہمارے مسلمان قائدین جو ان کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں کوئی پہچان سکتا ہے کہ یہ کون ہیں؟

دہلی میں ایک شاعر تھا، آغا صاحب کے نام سے لوگ اس کو بلاتے تھے، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بہت عاشقانہ نظم لکھی اور وہ نظم فارسی زبان میں تھی، اس کی نظم کا بہت چرچا ہوا، حتیٰ کہ وہ نظم ایران میں پہنچ گئی تو وہاں بیچارہ ایک سادہ دل آدمی تھا، یہ نظم پڑھ کر اس کے دل میں آیا کہ یہ شخص جس نے یہ نظم لکھی ہے کس قدر عاشق رسول ہے۔ میں نے سنا ہے کہ پاکپتن کے سجادہ نشین کسی میلاد کے جلسے میں شریک تھے اور وہاں پر کسی نعت خواں نے حضرت سید نفیس شاہ کی نعت:

اے رسولِ امینؐ خاتم المرسلینؐ
تجھ سا کوئی نہیں، تجھ سا کوئی نہیں

پڑھی تو اس سجادہ نشین نے پوچھا یہ نظم کس کی ہے؟ تو اس کو بتایا گیا کہ ایک دیوبندی بزرگ کی ہے، تو اس نے برملا بھرے مجمع میں کہا کہ اگر یہ نظم کسی دیوبندی بزرگ کی ہے تو میں آج کے بعد دیوبندی ہوں (ہے کسی میں ہمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اس طرح کی نظم کہنے کی؟) تو اب اس ایرانی آدمی کو نظم پڑھ کر اس شاعر کو دیکھنے کا شوق ہوا تو وہ دہلی اس شاعر کی زیارت کے لئے آگیا۔ دہلی میں آکر اس کا پتہ معلوم کرنا چاہا تو کسی نے کہا وہ فلاں حجام کی دکان پر بیٹھے ہوئے حجامت بنوا رہے ہیں، وہ وہاں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ آغا صاحب داڑھی منڈوا رہے ہیں، یہ صورت حال دیکھ کر اس کے تو ہوش گم ہوگئے، پریشان ہوکر کہنے لگا: آغا صاحب! آغا ریش می تراشی؟... آغا! داڑھی منڈواتے ہو؟ تو آغا صاحب نے جواباً کہا:

بلے ریش می تراشم
ولے دل کسی نمی خراشم

اس نے کہا: آغا کیا بات کرتے ہو تمہاری اس حرکت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو تکلیف پہنچتی ہے کہ کلمہ میرا پڑھتے ہیں اور تہذیب عیسائیوں کی، تو لکھا ہے کہ اس آغا نے چیخ ماری اور وہیں پر بے ہوش ہوگیا اور جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا:

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی
مرا با جان جاں ہمراز کردی

اللہ تجھے بدلہ دے تو نے میری آنکھوں کھول دیں۔ واقعہ ہے کہ سنت کے کے خلاف کرنے کی وجہ سے جس وقت ہمارے اعمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوں گے یا جب ہم یہ شکل صورت لے کر روضۂ اقدس پر جاتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی ہے کہ میرا یہ امتی کہاں بھٹکا ہوا ہے؟ اس لئے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح محبت کرنی ہے تو اتباع سنت کرو اور اتباع سنت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت نصیب ہوگی، جس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں، اللہ ہم سب کو نصیب فرمائے۔ آمین۔ ☆

حیات و خدمات

حضرت مولانا محمد احمد مدنی شہید رحمۃ اللہ علیہ

سیّد محمد زین العابدین

۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ مطابق ۵ مارچ ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ، رات تقریباً نو بجے شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے مرید و مسترشد، شہید ختم نبوت حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ کے خلیفہ مجاز، شہید ناموس صحابہ حضرت مولانا محمد اعظم طارقؒ کے برادر کبیر، جامعہ محمودیہ مدنیہ بفرزون نارتھ کراچی کے مہتمم و استاذ الحدیث، جامع مسجد محمودیہ کے امام و خطیب، بزرگ عالم دین حضرت مولانا محمد احمد مدنیؒ کو نیو کراچی کے علاقے میں جواں سال صاحبزادہ مولانا محمد ابوبکر مدنی سمیت پے در پے فائرنگ کرکے شہید کردیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا محمد احمد مدنی شہیدؒ بروز ہفتہ بعد نماز مغرب اخباری اطلاعات کے مطابق کسی سے موبائل فون پر بات کرکے اپنے گھر والوں کو نیو کراچی فرید چوک تک جانے کا کہہ کر نکلے تھے، آپ کے صاحبزادے مولانا محمد ابوبکر مدنی شہیدؒ بھی آپ کے ساتھ تھے اور وہی گاڑی چلارہے تھے کہ راستہ میں آپ کو نشانہ بنایا گیا۔

حضرت شہیدؒ کو اپنے عزیز و اقارب، ان کے ہزاروں عقیدت مندوں اور جاں نثاروں سے چھین لیا گیا، حضرت مولاناؒ کی اس بے دردی سے شہادت عظیم سانحہ اور دل دہلا دینے والی واردات ہے، ابھی تک یقین نہیں آتا کہ یہ کیسے اور کیونکر ہوا؟ حقیقت یہ ہے کہ اس ظلم و بربریت پر پوری دینی برادری اور اہل حق مغموم و سوگوار ہیں۔

حضرت مولانا مدنیؒ کی شہادت سے امت ایک بہترین عالم، متبع سنت شیخ، بے باک و نڈر عالم اور حق گو رہنما سے محروم ہوگئی۔ حضرت مولاناؒ کی شہادت سے عوام کو جو نقصان پہنچا ہے اس کی تلافی زمانہ قریب میں ہوتی نظر نہیں آتی۔

حضرت مولانا شہیدؒ عمر کے اس حصہ میں پہنچ چکے تھے کہ جس میں انسان کی شخصیت ہردلعزیز اور قابل احترام ہوجاتی ہے، یعنی حضرت مولانا شہیدؒ سفید ریش ہوچکے تھے اور آپؒ اپنے علاقے میں نہایت ہی احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے بلکہ آپؒ حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمنؒ، حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ اور حضرت مولانا عبدالغفور ندیمؒ ان حضرات کی شہادت کے بعد علاقہ نارتھ کراچی کے گویا ایک طرح سے سرپرست و مرجع تھے اور علاقے کے مرکزی قاضی و رجسٹرار بھی تھے، اہل علاقہ کو ابھی آپ کی سرپرستی کی ضرورت تھی مگر آپ بھی قافلہ شہداء سے جاملے۔

حضرت مولانا محمد احمد مدنی شہیدؒ ۱۹۴۸ء میں حضرت مولانا محمد زکریاؒ کے گھر میں پیدا ہوئے، جائے پیدائش چک نمبر ۱۱۱۔ ۷ آر چیچہ وطنی ضلع ساہیوال ہے۔ آپؒ نے ابتدائی تعلیم مقامی مدارس میں حاصل کی جبکہ درس نظامی کی تعلیم کے لئے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کا انتخاب کیا اور یہیں سے ۱۹۷۳ء میں فاتحہ فراغ پڑھا اور محدث العصر حضرت مولانا علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ جیسے محدثین سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ فراغت کے بعد آپؒ جامع مسجد مدنی سیکٹر الیون سی ون نارتھ کراچی کے امام و خطیب مقرر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنوں کے عہدیداروں کا انتخاب

گزشتہ سے پیوستہ سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنوں کے کارکنوں کا اجلاس مولانا سیّد عبدالستار شاہ بخاری کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں درج ذیل عہدیداران کا انتخاب عمل میں آیا:

امیر: مولانا سیّد عبدالستار شاہ بخاری مدظلہ — ناظم اعلیٰ: مولانا مفتی عظمت اللہ

ناظم تبلیغ: حافظ سبحان الدین — ناظم نشر واشاعت: مولانا محمد طیب شاہ بخاری

خازن: عارف اللہ خان

ربیع الاول کے ماہنامہ ''لولاک'' ملتان میں غلطی سے مولانا عظمت اللہ بنوی کو امیر لکھا گیا۔ لہٰذا ریکارڈ درست کرلیا جائے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
ناظم تبلیغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

ہوئے۔ ۱۹۷۹ء میں آپ کے والد ماجدؒ نے بفرزون نارتھ کراچی میں جامعہ محمودیہ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا تھا والد ماجدؒ کی وفات کے بعد آپ جامع مسجد مدنی کی امامت وخطابت چھوڑ کر جامع مسجد محمودیہ کے امام وخطیب اور جامعہ محمودیہ کے مہتمم کے منصب پر فائز ہوگئے۔

حضرت مولاناؒ نے ابتدائی طور پر جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم پر کام کیا، اس کے بعد آپؒ ناموس صحابہؓ کی تحریک سے منسلک ہوگئے اور آخر میں آپ تحریک تحفظ ختم نبوت سے متعلق ہوگئے تھے، آپؒ بنیادی طور پر سلوک واحسان کی لائن کے آدمی تھے، چنانچہ ابتداً آپؒ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے دامن سے وابستہ ہوگئے، ان کی شہادت کے بعد ان کے جانشین حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ سے آپؒ نے اصلاحی تعلق قائم فرمایا اور حضرت جلال پوری شہیدؒ نے آپ کو اجازت وخلافت سے بھی نوازا، ان کی شہادت کے بعد آپؒ ان کے جانشین حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ کی مجلس میں شریک ہوا کرتے تھے اور اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ وعظ ونصیحت اور ذکر وبیان کی مجلسیں آپ کی روح کی غذا تھی، چنانچہ کبھی آپ مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ کے درس قرآن میں شریک ہوتے تو کبھی مولانا محمد اعجاز کی مجلس ذکر میں تشریف لے جاتے اور کبھی خود اپنی جامع مسجد محمودیہ میں وعظ ونصیحت کی بزم آراستہ فرماتے۔

حضرت مولاناؒ کے چار صاحبزادے تھے، جس میں سے دو شہید ہوچکے ہیں۔ مولانا محمد ابوبکر مدنی جو آپ کے ساتھ ہی شہید ہوئے۔ جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے ۲۰۰۷ء کے فاضل تھے، دوسرا بیٹا مولوی عبداللہ مدنی شہیدؒ جو کہ آج سے پانچ سال قبل ۱۶؍مارچ ۲۰۰۶ء کو ایک قاتلانہ حملے میں شہید ہوگئے تھے، وہ جامعہ دارالعلوم رحمانیہ بفرزون کراچی کے منتہی درجات کے طالب علم تھے، سب سے بڑے مولانا مفتی عبدالرحمن مدنی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل اور جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی کے متخصص وسابق استاذ ہیں، ماشاء اللہ بڑے ذی استعداد ہیں اور وہی اس وقت آپ کے جانشین ہیں، جبکہ سب سے چھوٹے صاحبزادے حافظ عمر مدنی سلمہ حافظ قرآن ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور علم میں برکت عطا فرمائے اور اپنے عظیم والد ماجد شہیدؒ کا صحیح جانشین بنائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

مغرب میں قبولِ اسلام کا بڑھتا ہوا رجحان

مولانا ندیم الواجدی، انڈیا

۵؍جنوری ۲۰۱۱ء کے اخبارات میں پی ٹی آئی کے حوالے سے یہ خبر چھپی ہے کہ برطانیہ میں مشرف باسلام ہونے والوں کی تعداد میں دوگنا اضافہ ہورہا ہے، برطانوی بین عقائد مکتب فکر فیتھ میٹرس نے اپنی ایک جامع رپورٹ میں کہا ہے کہ اندرون ملک اسلام سے نفسیاتی خوف کی لہر تیز ہونے کے باوجود مشرف باسلام ہونے والوں کی تعداد میں گزشتہ دہائی کے دوران دوگنا اضافہ درج کیا گیا ہے، سابقہ جائزوں میں یہ تعداد چودہ سو پچیس ہزار بتلائی گئی تھی، فیتھ میٹرس کی تازہ ترین جائزہ رپورٹ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ حقیقی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہوسکتی ہے اور ہر سال دس ہزار غیر مسلم افرد مشرف باسلام ہوتے ہیں۔

امریکا میں نائن الیون اور لندن میں ۷؍جولائی کے بم دھماکوں کے بعد برطانیہ میں اسلام سے نفسیاتی خوف میں شدت تو پیدا ہوئی ہے، لیکن اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد اس سے غیر متاثر ہے، روزنامہ دی انڈیپنڈنٹ نے یہ اطلاع دیتے ہوئے بتلایا کہ ۲۰۰۱ء کے دوران اسکاٹ لینڈ میں مردم شماری کے اعداد وشمار کے تجزیے کے بعد پورے برطانیہ میں اس نوعیت کا سروے کیا گیا، اسکاٹ لینڈ مردم شماری ۲۰۰۱ء کے دوران شہریوں سے ان کے مذہب کے متعلق بھی سوال کیا گیا، اسکاٹ لینڈ میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا سروے تھا، اہل کاروں نے لندن کی مساجد کے مصلیوں کے اعداد وشمار اور نومسلمین کے اعداد وشمار اکٹھے کیے جن سے پتا چلا کہ لندن میں گزشتہ بارہ ماہ میں چودہ سو غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے، معلوم اعداد وشمار سے اور پورے ملک میں نامعلوم اعداد وشمار کی قیاس آرائی سے منکشف ہوا کہ تقریباً پانچ ہزار دو سو غیر مسلم ہر سال اسلام قبول کررہے ہیں، فیتھ میٹرس کے ڈائریکٹر فیاض مغل نے بتلایا کہ نومسلمین کی حقیقی تعداد کا اندازہ لگانا انتہائی دشوار ہے، تاہم یہ رپورٹ سب سے زیادہ قابل اعتبار ہے جو مردم شماری کے اعداد وشمار پر مبنی ہے۔

یہ صرف برطانیہ کی خبر ہے، پورے یورپ اور امریکا کا یہی حال ہے، لوگ بہت تیزی کے ساتھ اسلام میں داخل ہورہے ہیں، حالانکہ مغربی میڈیا نے اسلام کی شبیہ خراب کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی، سب سے بڑا واقعہ نائن الیون کا ہے، جس کے ذریعہ میڈیا نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مسلمان دہشت گرد ہیں، ملک دشمن ہیں، پُرامن زندگی گزارنے والوں کے لئے دہشت گردی سے بڑا کوئی دشمن نہیں ہوسکتا، حادثے کے بعد تو کچھ دنوں کے لئے ایسا محسوس ہوا کہ پوری دنیا اسلام مخالف بن گئی ہے، واقعہ تھا ہی اتنا خوفناک کہ چند لوگ اٹھے، انہوں نے جہاز کرائے پر لئے اور امریکا کی تجارتی سرگرمیوں کے سب سے بڑے مرکز ورلڈ ٹریڈ سینٹر اور دوسری عمارتوں سے ٹکرادیے، اربوں ڈالر کے مالی نقصان کے علاوہ پانچ ہزار جانیں بھی ضائع گئیں، جو سب کی سب بے قصور تھیں، امریکا اور یورپ میں ایک جان کی بھی بڑی قیمت ہے، چہ جائیکہ بیک وقت اتنی جانیں ختم ہوجائیں۔

اس واقعے نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا، ابتدائی ردعمل فطری تھا، لوگ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن بن گئے اور ان سے خوف کھانے لگے، لیکن آہستہ آہستہ حقائق سے پردہ اٹھنے لگا، خود امریکیوں نے نائن الیون کی حقیقت کھول دی، آج ایک بڑی تعداد یہ بات جان گئی ہے کہ نائن الیون کا واقعہ ہوا ضرور مگر اس کے لئے جن لوگوں کو قصوروار ٹھہرایا جارہا ہے وہ بالکل بے قصور ہیں، جوں جوں یہ حقائق منکشف ہوتے رہے، لوگوں میں تجسس بڑھتا رہا، ذرائع ابلاغ کی تمام تر مخالفتوں کے باوجود جو مغرب میں اسلام کے حلقہ بگوش کا دائرہ وسیع ہوتا جارہا ہے اور یہ پیشینگوئی ہونے لگی ہے کہ مغرب کے کئی ملکوں میں اسلام ایک بڑی مذہبی طاقت کی صورت میں ابھرنے والا ہے، یہ بات بڑی اہم ہے کہ برطانیہ میں اسلام قبول کرنے والوں میں بڑی تعداد خواتین کی ہے، ایسی ہی ایک نومسلم خاتون روز کنڈرک ہیں، جنہوں نے نائن الیون کے بعد اسلام قبول کیا، وہ مذہبی تدریس کے شعبہ سے وابستہ ہیں، ان کا کہنا ہے کہ آنے والے بیس سالوں میں برطانوی نومسلموں کی تعداد ان مسلمان تارکین وطن کے برابر ہوجائے گی یا اس سے بڑھ جائے گی جو اس مذہب کے ساتھ برطانیہ میں داخل ہوئے ہیں۔

برطانیہ اپنے آبائی مذہب کے حوالے سے سخت آزمائش کا شکار ہے، ایک طرف تو عیسائیوں کی

آبادی مسلسل گھٹ رہی ہے، دوسری طرف مسلمانوں کی شرح پیدائش میں اضافے کے رجحان سے ان کی آبادی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے، پھر قدیم عیسائی خاندانوں کے عورت مرد بڑی تعداد میں مذہب تبدیل کر کے مسلمان بن رہے ہیں، حالات پر نظر رکھنے والے ماہرین کا خیال ہے کہ دو ہزار بیس تک برطانیہ میں عیسائی آبادی بہتر فیصد سے گھٹ کر بتیس فیصد رہ جائے گی، برطانوی ماہرین اپنے ملک میں خطرناک حد تک کمی کی طرف مائل شرح پیدائش سے سخت پریشان ہیں، کہا جارہا ہے کہ آنے والے تین عشروں میں برطانیہ میں بچوں کے چچا، ماموں، پھوپھا اور خالو نہیں ہوں گے، بلکہ صرف باپ، دادا پردادا ہوں گے، کیونکہ وہاں بچوں کی شرح پیدائش خطرناک حد تک گرتی جارہی ہے۔

عیسائی خاندانوں میں شرح پیدائش کی کمی کا رجحان صرف برطانیہ ہی میں نہیں، بلکہ یورپ کے دوسرے ملکوں میں بھی پایا جارہا ہے، امریکا، جاپان اور آسٹریلیا میں بھی شرح پیدائش میں کمی روز افزوں ہے، اخبارات میں جو تجزیاتی رپورٹیں وقتاً فوقتاً چھپتی رہتی ہیں، ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ فرانس میں ایک خاتون پر بچوں کی اوسط تعداد آج ۱.۹ ہے جب کہ آبادی میں اضافے کے لئے کم از کم ۲.۰۷ ہونا چاہئے گویا فرانس کی شرح پیدائش کو اس وقت موجود شرح پیدائش کے مقابلے میں ڈیڑھ گنا ہونا چاہئے، اس ملک میں شرح پیدائش شرح اموات کے مقابلے میں نہایت کم ہے جس نے ملک کے حکمرانوں کی نیندیں اڑادی ہیں، اسی لئے زیادہ بچے پیدا کرنے والی ماؤں کے لئے پرکشش مراعات کا اعلان کیا گیا ہے۔

جاپان کا موجودہ معاشرہ بچوں سے خالی معاشرہ ہے، کیونکہ وہاں شرح پیدائش تیزی کے ساتھ گرتی جارہی ہے، اس ملک کی خواتین بچے پیدا کرنے کے حق میں نہیں ہیں، اگر وہاں یہی رجحان برقرار رہا اور بچوں کی شرح پیدائش ۱.۲۹ کے حساب سے جاری رہی تو ۳۰۰۰ تک پوری جاپانی قوم دنیا سے ختم ہوجائے گی، کہا جارہا ہے کہ دنیا میں ۲۰۵۰ء تک ہر تین میں سے ایک فرد بوڑھا ہوگا، مارچ ۲۰۰۸ء میں اقوام متحدہ نے آبادیات پر جو رپورٹ جاری کی ہے، اس کی رو سے ۲۰۵۰ء تک جاپان، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، یورپ اور جنوبی امریکا میں سالانہ دس لاکھ افراد کی کمی ہوگی، جب کہ اس سال تک جاپان میں اسی فیصد آبادی بوڑھوں پر مشتمل ہوگی، آسٹریلیا میں اس کمی پر قابو پانے کے لئے کمسن بچیوں کے حاملہ ہونے کی ہمت افزائی کی جارہی ہے، جو عورتیں بچے پیدا کررہی ہیں انہیں تیرہ ہزار پانچ سو امریکی ڈالر فی بچہ بونس دیا جارہا ہے، چین کا حال سب سے برا ہے۔ ایک جوڑا ایک بچے کی پالیسی کی وجہ سے لڑکیاں قتل کی جارہی ہیں، اندازہ ہے کہ ۲۰۲۰ء تک تین کروڑ چینی لڑکے بن بیاہے رہ جائیں گے۔

اس پورے معاملے کا خوش کن پہلو یہ ہے کہ عیسائی آبادی روبہ زوال ہے اور مسلم آبادی لگاتار بڑھ رہی ہے، اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ امریکا اور آسٹریلیا سمیت مغربی ممالک افرادی قوت میں کمی کا شکار ہیں، اس کمی کے ازالے کی خاطر بڑی تعداد میں مسلمان تارکین وطن ہجرت کر کے ان ملکوں میں سکونت اختیار کررہے ہیں، دوسرے مذہبی اعتبار سے مسلمانوں میں آبادی پر کنٹرول کا منصوبہ بند تصور نہیں ہے، انفرادی طور پر کوئی خاندان کم بچوں کی پیدائش پر یقین رکھے یہ الگ بات ہے، لیکن مجموعی حیثیت سے مسلم خاندانوں میں بچوں کو پیدا ہونے سے روکنے کے لئے کوئی اقدام کرنا مذہبی گناہ سمجھا جاتا ہے، دوسری طرف ان ملکوں کے اصل باشندے جو عیسائی ہیں، اسلام کی طرف مائل ہورہے ہیں اور اسلام قبول کر کے مسلم آبادیوں میں ضم ہو کر مسلم آبادی میں اضافے کا سبب بن رہے ہیں، ایک برطانوی صحافی خاتون اوریانہ فلاسی کا تجزیہ یہ ہے کہ آنے والے بیس سالوں میں پورے یورپ کے کم از کم چھ بڑے شہر اسلام کی کالونی بن جائیں گے، کیونکہ ان شہروں میں مسلمان کل آبادی کا تیس سے چالیس فیصد تک ہوجائیں گے، اس وقت فرانس میں مسلمانوں کی کل آبادی پچاس لاکھ اور جرمنی میں پینتیس لاکھ سے زیادہ ہے، جو لگاتار بڑھ رہی ہے، یورپی یونین کے ملکوں میں اگر اشاعت اسلام کی یہی رفتار رہی تو مسلمانوں کی تعداد آئندہ پچیس برسوں میں چھ کروڑ سے تجاوز کر جائے گی، برطانوی پالیسی ساز ادارے کرچن ریسرچ سینٹر کی رپورٹ کے مطابق ۲۰۲۳ء تک برطانیہ کے چار ہزار چرچ مقفل ہوجائیں گے یا انہیں فروخت کردیا جائے گا، ایک عیسائی مستشرق برناڈر لیوس نے پیشنگوئی کی ہے کہ ۲۰۹۰ء تک سارا یورپ مسلم اکثریتی علاقہ بن جائے گا۔

یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ مغرب کے منفی پروپیگنڈے کے باوجود لوگوں کے دل و دماغ میں اسلام کی جستجو بڑھ رہی ہے، یہ سلسلہ سلمان رشدی نے "سیٹنک ورسیز" لکھ کر شروع کیا تھا، پوری دنیا میں مسلمانوں کے شدید احتجاج اور سلمان رشدی کے خلاف فتویٰ قتل کے بعد مغربی اقوام کو اسلام کا مطالعہ کرنے کا خیال آیا، خلیجی جنگ، افغانستان کی صورت حال اور دوسرے واقعات نے اس خیال کو تقویت بخشی، آج صورت حال یہ ہے کہ یورپ اور امریکا کے نوجوانوں میں اسلام سے دلچسپی کا رجحان بڑھ رہا ہے، امریکی عیسائی قرآن کریم کا مطالعہ کرنے لگے ہیں، امریکا میں اس وقت مسلمانوں کی تعداد ایک کروڑ ہے، ہر سال چھ فیصد کے حساب سے بیس ہزار امریکی مشرف باسلام ہوئے ہیں، فرانس اور برطانیہ

صرف دوملکوں میں گزشتہ دس برسوں کے اندر ایک لاکھ افراد نے اسلام قبول کیا ہے۔

مسلمانوں کے ساتھ بین الاقوامی سطح پر جو نامناسب سلوک روا رکھا جارہا ہے، اس کے نتیجے میں بھی لوگ اسلام کی طرف متوجہ ہورہے ہیں، پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی گئی، کچھ بدبختوں نے کارٹون بنا کر مسلمانوں کی دل آزاری بھی کی، ان منفی کوششوں نے بھی مغرب کے باشندوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرنے کی دعوت دی ہے، یہ حقیقت ہے کہ جب بھی کوئی شخص کھلے دل اور صاف ذہن کے ساتھ سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ اس میں بڑی کشش محسوس کرتا ہے، مغرب میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے، جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے پہلوؤں سے سبق حاصل کیا اور انہیں اپنے لئے مشعل راہ بنایا، برطانیہ کے رہنے والے سلیم آرڈی گرے کہتے ہیں کہ جب میں نے اسلام کا مطالعہ کیا تو اس کی ہر بات مجھے اپنے خیالات کے مطابق محسوس ہوئی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں مجھے میرے تمام مسائل کا حل مل گیا، وسیم بی جیئر پکارڈ کہتے ہیں کہ عظیم رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کی محبت اور عقیدت کے جلو میں وصال فرمایا، آپ نے کفار کی جانب سے دی گئیں تکالیف اور مصائب کا مقابلہ غیر متزلزل استقامت اور اللہ پر بھروسے کے ساتھ کیا، فتح مکہ کے تاریخی موقع پر آپ نے شکست خوردہ دشمنوں سے رحم وکرم کا سلوک کیا اور اپنی قوت اور خوش حالی کے عروج پر بھی سادگی، کفایت شعاری اور بڑے چھوٹے سب سے برابر رحم دلی کا مظاہرہ کیا۔ (اردو ترجمہ: Why Islam is our only Choice ص:۴۱۴،۴۱۵)۔

اللہ کی آخری کتاب قرآن کریم بنی نوع انسان کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے، عقل وانسانیت کے دشمنوں نے اسے بھی نشانہ بنانے کی کوشش کی، مگر جب اہل مغرب میڈیا کے خلاف حقیقت پروپیگنڈے سے ہٹ کر قرآن کریم کی طرف متوجہ ہوئے تو انہیں ایسا لگا کہ ان پر فلاح کے رازہائے سربستہ منکشف ہوگئے ہوں اور ہدایت کے بند دروازے کھل گئے ہوں، ایسے ہی کچھ لوگوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد یہ اعتراف کیا کہ انہوں نے ابدی زندگی کی کامیابی کا راز قرآن کریم کی آیات میں پایا ہے، ایسے ہی نومسلمین میں سے ایک ہیں اسکاٹ لینڈ کے داؤد کودان، انہوں نے اعتراف کیا کہ اس کلام مقدس میں جو بات مجھے بہت زیادہ متاثر کرتی ہے وہ اس کی بلاغت لسانی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بیان ہے، جسے قرآن کریم بار بار پیش کرتا ہے ڈیوڈ عمر نکلسن کہتے ہیں کہ قرآن کریم بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کے لئے نازل کیا گیا ہے، ایک اور نومسلم جے ایم ڈی کہتے ہیں کہ حسن اور حکمت سے بھرپور کتاب قرآن کو غور وفکر سے پڑھنے والا کوئی بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا، آج تک کوئی انسان ایسی تحریر نہیں لکھ سکا جو اس کے حسن، فلسفہ اور سادگی کی برابری کرسکے۔

تلاوت شروع کرنے کے بعد قرآن کریم کا مطالعہ ترک کردینا کسی بھی مسلمان کے لئے ناممکن ہے کیونکہ یہ کتاب دلوں میں ولولہ پیدا کرنے والی ہے اور اس میں سچ کے سوا کچھ بھی شامل نہیں ہے، اٹلی کے اکاؤنٹ ایڈورڈ جیو جا کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں وہ سب کچھ موجود ہے جو انسان کو اپنی روح کی بالیدگی کے لئے چاہئے، امریکا کے ہیری ای ہائنگل نے اعتراف کیا کہ عیسائیوں کی بائبل تو شاید ایسی کتاب ہے جسے امریکا میں بھی کوئی نہیں جانتا مگر قرآن حکیم وہ کتاب ہے جسے ہر مسلمان پڑھتا ہے۔

حسن ڈی میتھوز کہتے ہیں: ''میں نے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا تو اس کی بلند ہدایت اور یقین پرور عبارات دیکھ کر حیران رہ گیا جو روز مرہ زندگی میں انسان کی اتنی دانش مندانہ اور قابل عمل نصیحتیں کرتی ہیں'' سری لنکا کے مومن عبدالرزاق کہتے ہیں: ''میں نے قرآن حکیم کی کچھ آیات پڑھیں تو میں حیران رہ گیا، میرا خیال تھا کہ بائبل کے پائے کی کوئی اور کتاب نہیں ہوسکتی، تاہم قرآن کے مطالعے سے مجھے معلوم ہوا کہ میں شدید غلطی میں مبتلا تھا، قرآن کریم سچائیوں سے بھرپور ہے، اس کی تعلیمات قابل عمل ہیں اور انتہا پسندانہ نظریات اور پراسرار باتوں سے پاک ہیں۔''

امریکا کے سیف الدین ڈرک والٹر کہتے ہیں، قرآن کریم کے مطالعہ سے قبل اسلام کے بارے میں میری رائے اچھی نہ تھی، میں نے تجسس کی بنا پر اس مقدس کتاب کا مطالعہ شروع کیا، بے دلی کے ساتھ یہ سمجھ کر کھولا کہ اس میں مجھے سنگین غلطیاں، کلمات کفر، توہمات اور تضادات نظر آئیں گے، میں نے دل سے نہ چاہتے ہوئے بھی ایک سورت کا مطالعہ شروع کیا، پھر دل میں شوق پیدا ہوا اور آخر کار سچ کے لئے زبردست پیاس جاگ اٹھی، پھر میری زندگی کا وہ اہم ترین لمحہ آیا، جس میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت سے نوازدیا، قرآن کریم کے مقدس صفحات میں مجھے اپنے تمام تر مسائل کا حل، تمام ضروریات کی تکمیل اور تمام شبہات کا ازالہ مل گیا۔'' (بحوالہ اردو ترجمہ Why Islam is our Only Choice، ص:۳۵۸، ۴۰۴) نومسلموں کے اعترافات کہاں تک نقل کئے گئے جب بھی کوئی پڑھا لکھا شخص اسلام قبول کرلیتا ہے وہ اسلام کی کسی نہ کسی خوبی سے متاثر ہو کر اسلام میں داخل ہوتا ہے کسی کو اسلامی عقائد اور تعلیمات پسند

ہیں، کسی کو اسلام کی پاکیزگی اور سادگی پسند ہے، کوئی اسلام کے دلکش حسن اور قرآن کے علمی خزانوں سے مسحور ہے، کسی کو اسلام کی سیاسی، معاشی اور سماجی تعلیمات سے اسلام قبول کرنے کی تحریک ملی ہے، کوئی اسلام کو عملی مذہب سمجھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوا ہے، اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو معاشرے کے ہر فرد کو اپنی طرف مائل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، آج جس تیزی کے ساتھ اسلام کے دامن میں پناہ لینے والوں کا حلقہ وسیع ہو رہا ہے، وہ اس کی اسی کشش ثقل کا ایک ناقابل تردید ثبوت ہے۔ سب سے زیادہ حیران کر دینے والی بات یہ ہے کہ اسلام قبول کرنے والوں میں بڑی تعداد عورتوں کی ہے، حالانکہ اسلام کے بارے میں یہ منفی پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ وہ عورتوں کا سخت مخالف ہے، ان کی آزادی کا دشمن ہے، ان کو گھروں میں مقید رکھنا چاہتا ہے، ان کو مردوں کے مساوی حقوق سے محروم رکھتا ہے، ان تمام پروپیگنڈوں کے باوجود مغرب میں عورتیں زیادہ تیزی کے ساتھ اسلام میں داخل ہو رہی ہیں، امریکا میں اگر چار افراد اسلام قبول کرتے ہیں تو ان میں تین خواتین ہوتی ہیں، یہی حال برطانیہ اور دوسرے یورپی یونین ممالک کا ہے، ان میں بھی اسلام قبول کرنے والوں کی بیشتر تعداد خواتین پر مشتمل ہے۔

امریکا کی مشہور ماہر نفسیات عالیہ ہیری جنہوں نے پندرہ سال پہلے اسلام قبول کیا تھا، کہتی ہیں: ہم سنا کرتے تھے کہ اسلام کی روشنی مغرب میں پھیلے گی، ہمارے دور میں یہ بات سچ بن کر سامنے آ رہی ہے، نو مسلم خواتین کی روز افزوں تعداد اس پروپیگنڈے کی تردید ہے جس کی رو سے اسلام کی شبیہ ایک خاتون دشمن مذہب کی شکل میں ابھر کر سامنے آتی ہے۔ (Why Islam is aur Only Choice) نامی کتاب میں جو اسلام قبول کرنے والوں کے خیالات پر مشتمل ہے، کم از کم پچاس ایسی خواتین کے اعترافات جمع کیے گئے ہیں، جنہوں نے محض اس لئے اسلام قبول کیا کہ اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا مذہب ایسا نہیں ہے جس نے عورتوں کو اتنے حقوق دیئے ہوں، ایک انگریز نومسلم خاتون مس عائشہ کہتی ہیں: "اسلام ایک مکمل اور جامع ہندسی شکل ہے، جس کا ہر حصہ دوسرے حصے کی تکمیل کرتا ہے اور اس کا اصل حسن ان حصوں کی ہم آہنگی اور معنویت میں مضمر ہے، آپ قریب ہو کر اس کی جزئیات کو دیکھیں تو یہ آپ کو سماجی زندگی کا ایک بے مثال راہنما نظر آئے گا، کیونکہ اس کی بنیاد راست بازی اور سچے اخلاقی اصولوں پر قائم ہے۔" وہ کہتی ہیں: "مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ کچھ سہیلیوں سے تعدد ازدواج اور اسلام کی جانب سے مقررہ حدود پر بحث ہوئی اور میں نے اس ضمن میں مغربی تہذیب کے اصولوں سے اسلامی اصولوں کا موازنہ کیا تو وہ تمام اس بات سے متفق ہو گئیں کہ اسلامی حدود کی پابندی کے ساتھ تعدد ازدواج ہی زندگی کے مسائل کا بہترین حل ہے۔"

چند سال پہلے اسلامک فاؤنڈیشن لسٹر برطانیہ کے زیر اہتمام ایک سروے کرایا گیا تھا، اس کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ جو لوگ اسلام کی دولت سے سرفراز ہو رہے ہیں، ان میں زیادہ تر کی عمریں تیس سال سے پچاس سال ہیں یہ وہ عمر ہے، جس میں انسان کی قوت ارادی مضبوط ہوتی ہے ایسے لوگ جو فیصلہ کرتے ہیں، اس پر قائم رہتے ہیں، یہ وہ عمر ہوتی ہے، جس میں آدمی ماں باپ کا دباؤ بھی قبول نہیں کرتا اور بچوں کے دباؤ سے بھی محفوظ رہتا ہے بلکہ اکثر اوقات معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے، اس عمر میں آدمی سوچ سمجھ کر فیصلہ کرتا ہے، اس سروے سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ اسلام قبول کرنے والوں میں اکثریت طلبا کی ہے، اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام ایک عقلی مذہب ہے جو پڑھے لکھے لوگوں کو متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اسلام نہ صرف یہ کہ متوسط طبقے کو اپیل کر رہا ہے بلکہ سیاسی، سماجی اور معاشرتی اعتبار سے ترقی یافتہ طبقہ بھی اس دولت سے محروم نہیں ہے، گزشتہ دنوں برطانوی وزیر اعظم کی نسبتی ہمشیرہ نے اسلام قبول کر کے سیاسی حلقوں میں تہلکہ مچا دیا تھا، عراق کے لئے اسلحہ کمیٹی کے چیئرمین لارڈ جسٹس اسکاٹ کے بیٹے اور بیٹی بھی اسلام قبول کر چکے ہیں، مسلم آبادی میں اضافے کے باعث اب مغربی ممالک میں مرکزی اور ریاستی حکومتوں میں مسلمانوں کی نمائندگی بڑھ رہی ہے، ایوان نمائندگان میں بھی مسلمان لیڈر نشستیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں، کعبہ کو صنم خانے سے پاسبان ملنے والی بات مغربی ملکوں پر پوری طرح صادق آ رہی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ پیدائشی مسلمان مغربی ممالک کو صرف ارض کسب معاش نہ بنائیں بلکہ ارض دعوت بھی بنائیں، بلاشبہ انہیں ترقی کے مواقع حاصل ہو رہے ہیں، اگر وہ ان مواقع کو دعوت سے جوڑیں تو ان کی یہ ہجرت دین اور دنیا دونوں کے لئے باعث خیر ہوگی۔ اسلام کے حقیقی تعارف کے لئے خود مسلمان سب سے اچھا ذریعہ بن سکتے ہیں، بشرطیکہ ان کا کردار و عمل مومنانہ اور ان کے اوصاف داعیانہ ہوں، مغرب میں اسلام کی روشنی پھیلے گی ضرور، کیونکہ وہاں لادینیت کی تاریکی اتنی گہری ہو چکی ہے کہ اب نئی صبح کا سورج ہی اس تاریکی کا خاتمہ کر سکتا ہے، کیا اچھا ہو کہ تارکین وطن اس روشنی کا سبب بن جائیں اور ان کی دعوتی محنت سے مغرب کے آسمان پر اسلام کا سورج اپنی تمام تر تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہو جائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

قتلِ ناحق کی سزا

سیّد شوکت علی

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جس قوم میں مالِ غنیمت کے اندر خیانت کرنے کا عیب پیدا ہوجائے، اس کے دلوں میں دشمنوں کا رعب پیدا کردیا جاتا ہے اور جس قوم میں زناکاری پھیلتی ہے، اس میں اموات کی زیادتی ہوجاتی ہے اور جو قوم ناپنے اور تولنے میں کمی کرتی ہے (یعنی کم ناپتی اور کم تولتی ہے) اس کا رزق اٹھالیا جاتا ہے اور جو قوم ناحق ظلم کرتی ہے (یعنی جس قوم کے امرا احکام نافذ کرنے میں عدل وانصاف کو ملحوظ نہیں رکھتے اور ناحق احکام جاری کرتے ہیں) اس میں خونریزی پھیل جاتی ہے اور جو قوم اپنے عہد کو توڑتی ہے اس پر دشمن کو مسلط کردیا جاتا ہے۔(رواہ مالک)

حضرت ابی سعیدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم لوگ البتہ ان لوگوں کی تقلید وپیروی کروگے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ بالشت برابر بالشت، ہاتھ برابر ہاتھ، یہاں تک کہ اگر وہ پہاڑ کے سوراخ میں بیٹھے ہوں گے تو تم اس میں بھی اس کی اتباع کروگے، پوچھا گیا: یارسول اللہ! کیا آپ کی مراد یہود اور نصاریٰ سے ہے؟ آپؐ نے فرمایا: (وہ نہیں تو پھر) اور کون؟(متفق علیہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ: اے مہاجرین کی جماعت! پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر تم ان میں مبتلا ہوجاؤ گے اور میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں، اس بات سے کہ تم ان میں مبتلا ہو جاؤ تو بڑی آفات میں پھنس جاؤ گے، ایک تو یہ کہ فحاشی، بدکاری، جس قوم میں کھلم کھلا علی الاعلان ہونے لگے تو ان میں ایسی نئی نئی بیماریاں پیدا ہوں گی جو پہلے کبھی سننے میں نہ آئی ہوں اور جو لوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگیں، ان پر قحط، مشقت اور بادشاہ کا ظلم مسلط ہوجائے گا اور جو قوم زکوٰۃ روک لے گی ان پر بارش روک دی جائے گی، اگر آج جانور نہ ہوں تو ایک قطرہ بھی بارش نہ برسے، جو لوگ معاہدوں کی خلاف ورزی کریں گے ان پر دوسری قوموں کا تسلط ہوجائے گا جو ان کے مال اور متاع لوٹ لیں گے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے قانون کے خلاف حکم جاری کریں گے ان میں خانہ جنگی ہوجائے گی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: لوگ زنا کو امرِ مباح کی طرح بیباکی سے کرنے لگتے ہیں اور شرابیں پیتے ہیں اور معازف بجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو آسمان میں غیرت آتی ہے کہ تو زمین کو حکم فرماتے ہیں ان کو ہلا ڈال۔

فرمایا: ہر گناہ کے متعلق امید ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کردے گا سوائے اس شخص کے جو حالت شرک میں مرا ہو یا جس نے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر ناحق قتل کیا ہو۔

فرمایا: مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کے تہ وبالا ہونے سے بڑھ کر ہے۔

فرمایا: اگر تمام زمین و آسمان والے کسی مسلمان کے خونِ ناحق میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کو جہنم میں اوندھا ڈال دے گا۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں
(علامہ محمد اقبالؒ)

تحفظ ناموس رسالت کانفرنس چوک اعظم، لیہ

جامعہ اسلامیہ ہائی اسکول نزد جامع مسجد توحیدیہ چوک اعظم میں تحفظ ناموس رسالت کانفرنس بڑی شان وشوکت سے منعقد ہوئی۔ جس میں تلاوت قرآن پاک قاری محمد افضل وقاری محمد ابوبکر مدنی نے کی۔ نقابت کے فرائض مولانا عبدالروف نفیسی نے سرانجام دیئے۔ صدارت چوک اعظم جماعت کے سرپرست ڈاکٹر احمد خان نیازی نے کی۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا محمد حسین، ضلعی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لیہ والے تھے۔

کانفرنس کی نگرانی چوک اعظم یونٹ کے امیر مولانا مفتی محمد یٰسین ربانی، مولانا عبدالستار حیدری مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لیہ نے کی۔ کانفرنس سے اہل حدیث مکتبہ فکر کے مولانا محمد اکرم شہزاد، جماعت اسلامی کے مولانا احسان اللہ محسن، اتحاد اہل سنت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا محمد الیاس گھمن، واعظ خوش الحان مولانا عبدالروف چشتی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے خطاب فرمایا۔ ان حضرات نے کہا کہ رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کا تحفظ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ مغربی این۔ جی۔ اوز اور ان کے ٹکڑوں پر پلنے والے افراد دل کے کانوں کی کھڑکیاں کھول کر سن لیں کہ تحفظ ناموس رسالت کا مسئلہ ہماری موت وحیات کا مسئلہ ہے۔

شور ہے ہوگئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلمان موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں! جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو
(علامہ محمد اقبالؒ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، تمہارے کسی بھائی کی کوئی چیز تم پر حلال نہیں جب تک وہ خود تم کو نہ بخش دے۔ دیکھنا ناانصافی نہ کرنا میں نے تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑی ہے جس کو تم نے مضبوطی سے پکڑے رکھا تو میرے بعد گمراہ نہ ہوگے یاد رکھو! وہ قرآن ہے۔ لوگو! عمل میں خلوص، مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی اور جماعت میں اتحاد یہ تین باتیں ایسی ہیں جو سینہ کو پاک رکھتی ہیں، تم پر لازم ہے کہ میرا یہ کلام ان لوگوں تک پہنچا دو جو یہاں موجود نہیں۔‘‘

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا، آج مسلمانوں کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے، آپؐ نے فرمایا: ’’جس طرح تم اس دن، اس مہینہ اور اس مقام کی حرمت کرتے ہو، اسی طرح ایک مسلمان کا خون، مال اور آبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر کام کا حساب لے گا، دیکھو میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ باہم ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو، یہ بھی جان لو کہ کسی عربی کی عجمی پر فضیلت نہیں، اور نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر فضیلت ہے۔‘‘

فرمایا: ’’وہ ہم میں سے نہیں جو لوگوں کو عصبیت کی دعوت دے، وہ ہم میں سے نہیں، جو عصبیت کے سبب جنگ کرے، وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی حالت پر مرے۔‘‘

واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: عصبیت کیا ہے؟ فرمایا: ’’عصبیت یہ ہے کہ تم ظلم پر اپنی قوم کی حمایت کرو۔‘‘

☆☆............☆☆

جماعتی سرگرمیاں

تاجدار ختم نبوت کانفرنس کروڑ لعل عیسن

تاجدار ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد نور المعروف بھڈی والی کروڑ لعل عیسن میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت ضلعی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مولانا محمد حسین اور تحصیلی امیر جناب میاں محمد اکبر نے کی۔ جب کہ نقابت کے فرائض مولانا محمد فاروق نے سرانجام دیئے۔ مولانا قاری عبدالشکور، مولانا عبدالستار حیدری، مولانا عبدالمجید قاسمی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالرؤف چشتی آف اوکاڑہ نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملزمہ آسیہ ملعونہ کو معاف کیا گیا تو ملک میں خانہ جنگی چھڑ جائے گی۔ لہٰذا حکومت گستاخوں کی سرپرستی کرنے کی بجائے اپنے ایمان کی فکر کرے۔ اپنے قول اور فعل سے اسوہ رسول کا نمونہ دکھا کر مسلمانوں میں پائی جانے والی بے چینی کو دور کرے۔

تاجدار ختم نبوت کانفرنس بستی شیخ جلو

تاجدار ختم نبوت کانفرنس بستی شیخ جلو (لیہ) میں بڑی شان و شوکت سے منعقد ہوئی۔ جس میں تلاوت کی سعادت قاری محمد اویس نے حاصل کی اور نعت مبارک مولانا محمد خذیمہ اور طاہر بلال چشتی نے پیش کی۔ کانفرنس سے مولانا عبدالستار حیدری، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالرؤف چشتی نے خطاب فرمایا۔ ان حضرات نے اپنے خطاب میں سیرت نبی پر مفصل بیان فرمائے۔ انہوں نے کہا کہ گیا سے گیا مسلمان بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر مر مٹنے کو تیار ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ علاقہ میں امن برقرار رکھنے کے لئے امتناع قادیانیت آرڈیننس پر عمل کو یقینی بنائے۔ کانفرنس کی صدارت ضلعی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لیہ مولانا محمد حسین نے کی۔

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کا خطبہ جمعۃ المبارک

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے جامع مسجد رحمانیہ جمن شاہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کا مسئلہ مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے۔ قرآن و احادیث کے واضح احکام اور صحابہؓ و تابعینؒ کے فیصلوں کی روشنی میں توہین رسالت کا مرتکب سزائے موت کا مستحق ہے اور پاکستان میں سینیٹ اور قومی اسمبلی کی متفقہ منظوری سے گستاخ رسول کی سزا سزائے موت مقرر کی گئی ہے۔

صوفی عبدالمجید ساجد کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دلے والا کے ناظم جناب صوفی عبدالمجید ساجد کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی حضرات مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالستار حیدری نے صوفی عبدالمجید ساجد سے ان کی والدہ کے انتقال پر تعزیت کی اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف کر کے درجات بلند کرے اور مرحومہ کے لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ آمین!

اسلام کو مٹانے کی مہم جوئی۔۔۔ وائے تمنائے خام، وائے تمنائے خام

پروفیسر خباب احمد خان

جبلت (INSTINCT) سرشت، فطرت، اصلی طبیعت، خُو، طینت، خاصیت اور عادات کو کہتے ہیں۔ انسانی رویے کے بارے میں انگریزی نے یہ اصطلاح لاطینی لفظ "INSTINGUERE" سے لی ہے، جس سے مراد اُکسانا، بھڑکانا اور ترغیب دینا ہے۔ اس اصطلاح کے دو مفہوم لئے جاتے ہیں:

(۱) انسان کے اندر کا وہ تصوراتی نظام جو انسان کے رویے کو کنٹرول کرتا ہے اور بیرونی طور پر کسی ترغیب یا تحریص نہ ہونے کے باوجود انسان ایک مخصوص رویے کا مظاہرہ کرتا ہے۔

(۲) انسان کے وہ استعداد اور قوت جو ایسے رویے کو روبہ عمل لائے جس کا پہلے سے کوئی مسلم علم نہ ہو۔ انسانی جبلت اس مثال سے سمجھنا انتہائی آسان ہے: ''جبل بگردد جبلت نمی گردد'' یعنی پہاڑ ٹل سکتے ہیں، مگر انسان کی سرشت کبھی نہیں بدلتی۔

انسان کے افعال میں اس کی سرشت کا عکس نظر آتا ہے۔ کسی بدنہاد سے نیکی کی توقع رکھنا نادانی کے سوا کچھ نہیں۔ جس طرح درندے کی فطرت میں چیر پھاڑ ہے، وہ اگر انسانوں میں پلے بڑھے اور بظاہر وہ عام درندوں سے مختلف ہو مگر جونہی اسے موقع میسر آئے گا وہ فوراً اپنی سرشت اور جبلت کا مظاہرہ کرے گا اور چیر پھاڑ کرے گا۔ سپیرے اپنے پاس سانپ رکھتے ہیں اور عرصہ تک اس کے ذریعہ تماشا دکھاتے ہیں لیکن سپیروں کی موت کا سبب سانپ کا ڈسنا ہی بنتا ہے۔ مغربی دنیا میں ترقی اور عروج دیکھ کر ہماری آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ ہم مغربی تہذیب کے گن گانے لگتے ہیں۔

تہذیب شائستگی، خوش اخلاقی، آراستگی، صفائی اور اصلاح کا نام ہے۔ مہذب تہذیب یافتہ اور نیک خصلت کو کہا جاتا ہے۔ کیا مغربی تہذیب اس تعریف پر پورا اترتی ہے؟ اس میں آراستگی ضرور ہے مگر شائستگی نہیں۔ جس پر شائستگی نہ ہو وہ نیک خصلت (مہذب) کیسے ہوسکتا ہے؟ خصوصاً جب اس کی اکثریت بدکاری کا نتیجہ ہو، ان سے بدکرداری کے سوا کس چیز کی توقع کی جاسکتی ہے؟ بدطینت سے نیک طینتی کی امید کار عبث کے سوا کچھ نہیں؟ تہذیب مغرب، تہذیب کے نام پر تہمت ہے۔ ہمارے وہ دانشور جنہیں ''انسان نما درندوں'' اور وحشیوں میں تہذیب جھلکتی نظر آتی ہے اور افسانہ طرازیاں کرتے نہیں تھکتے، وہ بتائیں کہ کیا افسانوں سے حقیقت اور رعنائیوں سے سرشت بدل سکتی ہے؟

امریکی ریاست فلوریڈا کے چرچ کے ملعون پادریوں ٹیری جونز اور وائن ساپ کے ہاتھوں قرآن پاک کی توہین پر وہ کون سی تاویل کریں گے؟ علم و شعور، تہذیب و شرافت، رواداری و وسعت نظر، لبرل ازم اور روشن خیالی کا ایسا ''شاہکار'' شاید ہی اس سے پہلے دنیا نے دیکھا ہو۔ ''مہذب جنونیوں'' نے پاگل پن کی آخری حد یں بھی پھلانگ دیں۔ انسانی حقوق و مساوات کے علمبردار اور مسلمانوں کو اعتدال پسندی کا سبق پڑھانے والے امریکی، تحمل اور برداشت کے لیکچرز دینے اور انتہا پسندی کے طعنے دینے جن کا معمول ہے وہ اسے دو افراد یا چند لوگوں کی کارروائی قرار دے کر یا مذہبی عدم رواداری کو مسترد کرنے کے بیان دے کر ''سرخرو'' ہو جائیں گے مگر کیا یہ بات اتنی معمولی ہے کہ محض مذمتی بیانات اس کے لئے کافی ہو جائیں گے؟ یقیناً نہیں کیونکہ مسلمانوں کے خلاف تو پہلی بھی عدالتیں لگتی رہیں اور وہ ''انصاف'' پاتے رہے۔ ''مہذب دنیا'' کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا ہے کہ ان کی ''عدالتیں'' مسلمانوں ہی نہیں ان کی کتاب کے ساتھ بھی ''انصاف'' کرنے لگی ہیں۔ کتابوں پر پابندی لگتے دیکھا تھا، کتابوں کو سزا دینا اور وہ بھی ایک ایسی کتاب کو جو کسی انسان کی نہیں، اس نظام ہستی کو چلانے والے کی ہے، جس کا ایک ایک لفظ سچائی کا آئینہ دار ہے، ہر آنے والا دور اس کی صداقت کی گواہی دے رہا ہے۔

آمدہ اطلاعات کے مطابق فلوریڈا کے قصبے ''گیفس ویل'' میں اتوار ۲۰/ مارچ ۲۰۱۱ء کو ملعون پادری ٹیری جونز نے ایک نام نہاد عدالت لگائی اور چرچ میں قرآن کریم کے خلاف ''مقدمہ'' چلایا گیا۔ چرچ میں ایک خاتون سمیت ۳۰ کے قریب لوگ موجود تھے، خاتون اور اس کے دو مرتد ساتھی بھی اس عمل کو دیکھنے والوں میں شامل تھے۔ ملعون ٹیری جونز کا کہنا تھا کہ میں نے ستمبر ۲۰۱۰ء میں مسلمانوں کو خبردار کیا تھا کہ وہ اپنی کتاب کی حفاظت کرلیں اور اس کا دفاع کریں لیکن مجھے کوئی جواب موصول نہیں ہوا، اس

لئے میں نے آج یہ عدالت لگائی تا کہ ٹرائل کر کے ''سزا'' دی جاسکے۔

قرآن پاک کے متعلق عیسائی ''جیوری'' نے (نعوذ باللہ) قرآن پاک پر ''مقدمہ'' چلایا۔ ملعون ٹیری جونز نے اللہ کی مقدس کتاب کو (نعوذ باللہ) دہشت گردی اور دیگر جرائم کا ذمہ دار ٹھہرایا، اس کے بعد جیوری نے آٹھ منٹ تک غور وخوض کیا اور پھر ''سزا'' سنائی۔ ملعون ٹیری جونز کا کہنا تھا کہ ''حقیقی سزا'' دیئے بغیر ''حقیقی ٹرائل'' نہیں ہوسکتا۔ اس لئے میں نے قرآن کو (نعوذ باللہ) ''سزا'' دی ہے۔ اس کارروائی کے بعد قرآن پاک ایک گھنٹے تک مٹی کے تیل میں ڈبوئے رکھنے کے بعد نکال کر پیتل کی ایک ٹرے میں چرچ کے وسط میں رکھا گیا۔ ملعون ٹیری جونز کی نگرانی میں دوسرے ملعون وائن ساپ نے قرآن پاک کے نسخے کو (نعوذ باللہ) آگ لگائی۔ اس موقع پر چند ملعونوں نے جلتے نسخے کے ساتھ تصاویر بھی بنوائیں۔

''شیطانی عدالت'' کے اس فیصلے سے قطع نظر ملعون ٹیری جونز کے اس دعوے کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ میں نے ستمبر میں مسلمانوں کو خبردار کیا تھا کہ وہ اپنی کتاب کا دفاع کریں لیکن جواب موصول نہ ہونے پر یہ ''عدالت'' لگائی۔ اس میں صداقت نہیں، کیونکہ باقی ممالک کے متعلق ہم نہیں کہہ سکتے مگر پاکستان میں یہ بات آن دی ریکارڈ ہے کہ تحریک حرمت رسول کے کنوینر مولانا امیر حمزہ نے تحریک حرمت رسول کے پلیٹ فارم سے ملعون پادری کو نہ صرف خط لکھا جو اخبارات میں شائع ہوا اور اسے مناظرے کا چیلنج دیتے ہوئے فلوریڈا کے چرچ آنے یا دنیا میں کسی بھی جگہ بھی مناظرہ کرنے کو کہا لیکن ''جونز'' کو نہیں پوپ بنی ڈکٹ اور لارڈ آف کنٹربری کو بھی خطوط لکھے گئے اور قرآن پاک پر لگائے جانے والے الزامات کے جواب دیئے گئے۔

توہین رسالت کے بعد توہین قرآن کے اس واقعے نے صلیبیوں کے دنیا میں بین المذاہب ہم آہنگی کے دعوؤں کی قلعی کھول دی ہے۔ ٹیری جونز نے ستمبر میں قرآن پاک کو شہید کرنے کے مذموم عزائم کا اعلان کیا تھا، جس پر شدید ردعمل کے باعث امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس اور امریکی صدر اوباما نے اس کی مذمت کی۔ لیکن اس کے سدباب کے لئے موثر اقدامات سے گریز کیا گیا۔ اس وقت بھی رابرٹ گیٹس نے اس منصوبے کو ترک کرانے کی جو وجہ بیان کی وہ یہ تھی کہ اس اقدام سے امریکی فوجیوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ جائیں گی۔ یہ الفاظ واضح کر رہے تھے کہ اس عمل کو روکنے کی وجہ مسلمانوں کا ردعمل نہیں، اپنے فوجیوں کی زندگیاں بچانا تھا۔ ورنہ امریکی انتظامیہ فوج اور پارلیمنٹ سے ایسے شیطانی منصوبوں کی پشتیبان ہیں۔ اس کی نظیر امریکی کانگریس کمیٹی میں مسلمانوں کے خلاف اس متعصبانہ کیس کی سماعت ہے، جس میں مسلمانوں میں دہشت گردی کے رجحانات کا جائزہ لیا گیا۔ یہ سماعت اس قدر متعصبانہ تھی کہ امریکی کانگریس کے واحد مسلم رکن آبدیدہ ہوگئے۔ اسی طرح توہین رسالت کے قانون کا مطالبہ بھی امریکی کانگریس کے ارکان نے کیا۔

ایسے واقعات سے بالواسطہ اسلام مخالف انتہا پسندوں کی حوصلہ افزائی ہونا لازمی امر ہے۔ اسی کا نتیجہ ''فلوریڈا'' کے ''شیطانی فیصلے'' کی صورت میں نکلا۔ اس واقعے کی مذمت صرف امریکی سفیر کیمرون منٹر نے کی، اس کا خلاصہ یہ ہے: ''سانحہ فلوریڈا امریکی عوام کے جذبات کی عکاسی نہیں کرتا، ہم ایک چھوٹے گروہ کے ''انفرادی فعل'' کی مذمت کرتے ہیں، کسی بھی مقدس کی دانستہ بے حرمتی قابل نفرت فعل ہے، امریکا مذہبی آزادی اور آزادی اظہار کے اصول پر کاربند ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔'' مسلم ممالک میں ہونے والے ''انفرادی فعل'' پر پوری قوم اور ریاست کے خلاف کارروائی کو کیا معانی پہنائے جائیں گے؟ اصل بات یہ ہے کہ جہالت بہر صورت سامنے آکر رہتی ہے، صلیبی وصیہونی دجالیت کی راہ ہموار کرنے کے لئے کوشاں ہیں، اسی لئے وہ عیش جہاں کے دوام اسلام، پیغمبر اسلام قرآن اور اہل قرآن کو مٹانے کے درپے ہیں، لیکن یہ ان کی خام خیالی ہی ہے:

''وائے تمنائے خام، وائے تمنائے خام''

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۴؍مارچ ۲۰۱۱ء)

☆☆..........☆☆

ختم نبوت کانفرنس لسکانی والا

مدرسہ حسین ابن علی لسکانی والا کروڑ لعل عیسن میں تاجدار ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام پاک قاری غلام عباس نے کی اور حمد ونعت محمد عرفان تونسوی اور عبدالشکور ربانی برادران نے پیش کی۔ کانفرنس سے مولانا ثناء اللہ نقشبندی، مولانا عبدالستار حیدری، مولانا عبدالمجید قاسمی، مولانا عبدالرؤف چشتی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ ان حضرات نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت پر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عقیدہ ختم نبوت پورے اسلام کی اساس اور بنیاد ہے۔ اس عقیدہ کے بغیر دین اسلام کی عمارت ناقص اور کمزور ہوگی۔ مسلمان اپنا سب کچھ قربان کرسکتے ہیں۔ لیکن عقیدہ ختم نبوت پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔

کانفرنس کی نگرانی ضلعی ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت قاری عبدالشکور گرواں کر رہے تھے۔ جب کہ صدارت مولانا محمد حسین امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لیہ کر رہے تھے۔

مولانا مجاہد مختار

پانچویں قسط

قادیانی دجل وفریب

پختون آباد کراچی میں قادیانیوں نے گزشتہ دنوں ایک پمفلٹ خفیہ طور پر تقسیم کیا، جس کی ایک کاپی کسی ساتھی نے دفتر ختم نبوت کراچی میں پہنچائی۔ مولانا مجاہد مختار مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے اس گمراہ کن پمفلٹ کے ہر ہر سوال کا مختصر اور مدلل جواب تحریر کیا، وہ سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں:

قادیانیوں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں لکھا ہے:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجے میں آپ کو غیر معمولی فہم قرآن دیا گیا تھا، آپ نے آیت: ''یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک ''میں ''متوفیک ''کے معنی ''ممیتک ''کے لئے ہیں۔'' (بخاری کتاب التفسیر سورۂ مائدہ)

قادیانیوں کی یہ عبارت حضرت ابن عباسؓ پر بہت بڑا الزام، سراسر افتراء، دروغ گوئی اور فریب ہے کہ ابن عباسؓ بھی وفات مسیح کے قائل تھے۔ جبکہ تاریخ اسلام اور پورا ذخیرہ احادیث اس پر شاہد ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ حیات مسیح کے قائل تھے، اس جماعت صحابہؓ میں سے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کا شمار تو ان ممتاز شخصیات میں ہوتا ہے کہ جن سے حیات مسیح کی سب سے زیادہ احادیث منقول ہیں، جن کے اندر صریح الفاظ یعنی ''آسمان کی طرف ان کا اٹھایا جانا'' ابھی تک حیات ہونا'' اور ''آخری زمانہ میں زمین کی طرف نازل ہونا'' منقول ہیں، لیکن افسوس ہے مرزائیوں پر کہ وہ اتنی صاف صاف احادیث کا کس ڈھٹائی کے ساتھ انکار کررہے ہیں۔

قادیانیوں کے نزدیک مسلم مجدد علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا:

''ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ''

ترجمہ: ''اے یہودیو! بے شک عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف لوٹ آئیں گے۔''

جب نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور قیامت سے قبل آسمان سے نازل ہوں گے تو حضرت ابن عباسؓ کس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرسکتے ہیں؟ اور صحابہ کرامؓ کس طرح مخالفت کا سوچ سکتے ہیں؟ مرزائیوں کا یہ کہنا کہ: ''تمام صحابہؓ اور ابن عباسؓ وفات عیسیٰ کے قائل تھے'' یہ ان پاک ہستیوں پر ایسا بہتان ہے کہ جس کی نظیر دنیا جہان میں نہیں ملتی۔

اب ابن عباسؓ کی چند ایک روایات ملاحظہ ہوں: ''فرفعہ الی السماء''... اٹھالیا عیسیٰ کو خدا نے آسمان پر... (نسائی، ابن مردویہ)

☆...... ''اجتمعت الیہود علی قتلہ فاخبر اللّٰہ تعالیٰ، بانہ یرفعہ الی السماء۔'' (سراج منیر)

ترجمہ: ''یہود جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کرنے کے لئے اکٹھے ہوکر آئے تو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو آسمان پر اٹھائے جانے کی خبر دے کر اطمینان بخشا۔''

☆...... ''وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ قال قبل موت عیسیٰ۔'' (ابن جریر ج:۵، ص:۱۳)

ترجمہ: ''آخر زمانہ میں اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے پہلے اُن پر ایمان لائیں گے۔''

اسی طرح حضرت ابن عباسؓ سے متعدد روایات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، جن میں صراحتاً رفع ونزول کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ کتاب ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' طبع ملتان کے صفحہ ۱۸۱، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۷۳، ۲۷۹، ۲۸۴، ۲۸۹، ۲۹۱ اور ۲۹۲ پر دس حدیثیں ابن عباسؓ سے نقل شدہ ہیں۔ یاد رہے کہ یہ کتاب حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی تصنیف ہے، جس میں احادیث کی تخریج عرب کے بہت بڑے عالم حضرت علامہ عبدالفتاح ابوغدہؒ نے کی ہے۔

☆...... ''ورفع عیسیٰ من روزنۃ فی البیت الی السماء ہذا اسناد صحیح الی ابن عباس۔''

(تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۵۷۴ زیر آیت بل رفعہ اللہ)

ترجمہ: ''عیسیٰ گھر کے روشن دان سے زندہ آسمان کی طرف اٹھالئے گئے، یہ اسناد ابن عباسؓ تک بالکل صحیح ہیں۔''

اتنی صاف اور فیصلہ کن دلیلوں کے ہوتے ہوئے بھی قادیانی کس منہ سے کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ وفات عیسیٰ کے قائل تھے؟

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ابن عباسؓ نے ''متوفیک'' کے معنی ''ممیتک'' کے کئے ہیں، تو عرض ہے کہ یہ الفاظ عبداللہ ابن عباسؓ سے نقل کرنے والا ایک ہی شخص ہے جس کا نام ہے: علی بن ابی طلحہ (تفسیر ابن جریر، ص:۲۹۰) آئیے! علمائے اسماء الرجال سے اس کا حسب نسب معلوم کرتے ہیں کہ یہ کون شخص تھا؟

چنانچہ علماء اسماء الرجال کا اس کے متعلق ضعیف الحدیث، منکر الحدیث، ولیس بمحمود المذہب کے جملے استعمال فرمائے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس نے حضرت ابن عباسؓ کی زیارت بھی نہیں کی، درمیان میں مجاہدؒ کا واسطہ ہے۔ (میزان الاعتدال، ج:۵، ص:۱۹۳، تہذیب التہذیب، ج:۷، ص:۳۱۳)

رہا یہ سوال کہ صحیح بخاری شریف میں یہ روایت کیسے آگئی؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام بخاریؒ کا یہ التزام صرف احادیث مسندہ کے بارہ میں ہے نہ کہ تعلیقات و آثار صحابہؓ کے بارے میں، چنانچہ فتح مغیث، ص:۲۰، میں ہے:

''قول البخاری ما ادخلت فی کتابی الا ماصح علی مقصود بہ ھو الاحادیث الصحیحۃ المسندۃ دون التعالیق والآثار الموقوفۃ علی الصحابۃ فمن بعدھم والاحادیث المترجمۃ بھا ونحو ذلک۔'' (فتح مغیث، ص:۲۰)

ترجمہ: ''یعنی امام بخاریؒ کے اس فرمان کا مطلب کہ میں نے اپنی کتاب میں صرف وہی ذکر کیا ہے جو صحیح سند سے ثابت ہے، اس سے مراد صرف احادیث صحیحہ مسندہ ہیں، باقی تعلیقات اور آثار موقوفہ وغیرہ اس میں شامل نہیں۔ اسی طرح وہ احادیث جو ترجمۃ الباب میں ذکر کی گئی ہیں، وہ بھی مراد نہیں۔''

اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے دوسری صحیح روایت میں اگرچہ ''توفی'' کے معنی موت منقول ہیں، مگر اسی روایت میں کلمات آیت کے اندر تقدیم و تاخیر بھی صراحتاً مذکور ہے۔ جس سے قادیانی گروہ کی خود بخود تردید ہوجاتی ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

''اخرج ابن عساکر و اسحاق بن بشر عن ابن عباسؓ قال قولہ تعالیٰ یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی یعنی رافعک ثم متوفیک فی آخر الزمان۔''

(درمنثور، ج:۲، ص:۳۶)

ترجمہ: ''ابن عساکر اور اسحاق بن بشر نے (بروایت صحیح) ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ میں آپ کو اٹھانے والا ہوں، اپنی طرف پھر آخر زمانہ میں (بعد نزول) آپ کو موت دینے والا ہوں۔''

تفسیر ابی السعود میں ابن عباسؓ کا مذہب یہ بیان کیا گیا ہے:

''والصحیح ان اللّٰہ تعالیٰ رفعہ بن غیر وفات ولا نوم قال الحسن وابن زید وھو اختیار الطبری وھو الصحیح عن ابن عباسؓ۔'' (تفسیر ابی السعود)

ترجمہ: ''یعنی صحیح اور حق بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰؑ کو آسمان پر اٹھالیا ہے بغیر وفات کے اور بغیر نیند کے جیسا کہ ابن زید اور حسن نے کہا ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے طبری ابن جریر نے اور یہی صحیح ہے ابن عباسؓ سے۔''

حاصل یہ کہ حضرت ابن عباسؓ اس جگہ تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں، یعنی رفع آسمانی ہوچکا آئندہ نزول کے بعد وفات ہوگی۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت ابن عباسؓ کی بڑی تعریف کی اور لکھا کہ وہ قرآن کو سب سے اچھا سمجھتے تھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا کی ہوئی تھی۔

(ازالہ اوہام، ص:۲۴۷، خزائن، ج:۳، ص:۲۲۵)

مگر جونہی وہ اس آیت پر پہنچا اور مرزا قادیانی کو معلوم ہوا کہ میرے عقیدے پر کاری ضرب لگانے والا سب سے پہلا شخص یہی ہے تو آؤ دیکھا نہ تاؤ، جھٹ سے فتویٰ لگا دیا کہ ''اس آیت میں تقدیم و تاخیر کے قائل متعصب و پلید و یہودی و لعنتی و محرف ہیں۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، ص:۸۰، خزائن، ج:۲۱، ص:۳۴۷)

محترم قارئین! آپ نے دیکھا کہ مرزا قادیانی نے ایک جلیل القدر صحابی رسول اور ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کیسی لاف زنی کی ہے؟ سچ ہے کہ مرزا قادیانی زبان درازی اور غلیظ گالیاں بکنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا، اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور صحابہ کرامؓ کو جو گندی اور فحش گالیاں دی ہیں، ان کو ضبط تحریر میں لانے سے میرا قلم قاصر ہے۔

(جاری ہے)

تین عدد والی احادیث مبارکہ

عنایت اللہ، گجرات

☆......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص میں تین کام ہوں، اللہ تعالیٰ اس کا حساب آسانی سے لیں گے اور اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے: (۱) جو عطا کرے روکنے والے کو (۲) اور معاف کرے ظلم کرنے والے کو (۳) اور صلہ رحمی کرے قطع رحمی کرنے والے سے۔(طبرانی)

☆......تین کام جاہلیت کے ہیں: بارش مانگنا ستاروں کے ذریعے سے، طعن کرنا نسب میں اور نوحہ کرنا میت پر۔(طبرانی)

☆......تین چیزیں دنیا کی نعمتوں میں سے ہیں: اچھی سواری، نیک بیوی، کشادہ گھر۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

☆......تین آدمیوں کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے: والدین کی دعا اولاد کے حق میں، مسافر کی دعا، مظلوم کی دعا۔(مسند احمد)

☆......تین کام لازم ہیں لوگوں کے لئے: حسن سلوک والدین سے، مسلم ہوں یا کافر۔ عہد پورا کرنا مسلم سے ہو یا کافر سے، امانت داری کرنا مسلم ہو یا کافر۔(شعب الایمان للبیہقی)

☆......تین کاموں میں تاخیر نہ کرو: نماز جب وقت آجائے، جنازہ جب تیار ہو جائے، نکاح جب جوڑ مل جائے۔(ترمذی)

☆......تین شخصوں کو ان کے اعمال کا نفع نہ ملے گا: شرک کرنے والا، والدین سے بدسلوکی کرنے والا، میدان جہاد سے بھاگنے والا۔(طبرانی)

☆......تین شخصوں کو خدا روز قیامت نظر رحمت سے نہ دیکھے گا: عطا کر کے جتلانے والا ٹخنوں سے نیچے شلوار چادر لٹکانے والا، شراب کا عادی۔(طبرانی)

☆......تین کام اخلاق نبوت سے ہیں: افطار میں جلدی، سحر میں تاخیر، دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر نماز میں۔(طبرانی)

☆......تین شخصوں سے خداوند تعالیٰ قیامت کے دن کلام تک نہیں کرے گا: بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ، متکبر سائل۔(مسلم)

☆......تین آدمیوں پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظر کرم نہیں کرے گا، والدین کا نافرمان، وہ عورت جو مردوں کی مشابہت کرے اور دیوث۔(مسند احمد)

☆......تین آدمیوں کے قیامت کے دن نہ فرض قبول نہ نفل، والدین کا نافرمان، احسان جتلانے والا، تقدیر کو جھٹلانے والا۔(طبرانی)

☆......تین چیزوں میں ہنسی مذاق نہیں: طلاق میں، نکاح میں، آزادی میں (یعنی یہ مذاق میں بھی ہو جاتی ہیں)۔(طبرانی)

☆......تین شخصوں پر جنت حرام ہے: شراب کا عادی، والدین کا نافرمان، دیوث یعنی وہ بے غیرت انسان جو اپنی بیوی، بیٹی، بہن، ماں وغیرہ کا نوٹس نہیں لیتا وہ کہاں اور کس کے پاس جاتی ہیں۔(مسند احمد)

☆......ہلاکت ہے تین آدمیوں کے لئے روز حساب: ریاکار سخی، ریاکار عالم، ریاکار بہادر۔(حاکم)

☆......تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے: تہجد کی نماز پڑھنے والا، نماز میں صف سیدھی کرنے والا، جہاد کے لئے صفیں بنانے والے۔(طبرانی)

☆......تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں: رات کو نماز میں قرآن پاک کی تلاوت کرنے والا، دائیں ہاتھ سے صدقہ کرنے والا کہ بایاں مخفی رہے، میدان جہاد میں ٹھہرنے والا جب ساتھی بھاگ جائیں۔(ترمذی)

☆......تین شخص اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی محبت میں لوگوں کی طعن و ملامت کی پرواہ نہ کرنے والا، حرام مال کو ہاتھ نہ لگانے والا، اپنی نظر کو حرام چیزوں سے بچانے والا۔ (ترغیب وترہیب)

☆......تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی: کثرت سے ذکر کرنے والا، مظلوم، انصاف پسند حکمران۔(شعب الایمان للبیہقی)

☆......تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے: شراب نوشی کرنے والا، قطع رحمی کرنے والا، جادو کرنے والا۔(مسند احمد)

☆......تین چیزیں سعادت ہیں دنیا میں: نیک پڑوسی، کشادہ گھر، اچھی سواری۔(مسند احمد)

☆......تین شخصوں کی مدد اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لی ہے: مجاہد جو راہ خدا میں جہاد کرے، مقروض جو ادائے قرض کا ارادہ رکھتا ہو، جو شخص پاک دامنی کے لئے نکاح کرتا ہے۔(مسند احمد)

☆......تین کا کہنا ان کو جنت میں لے جائے گا: جس نے کہا: خدا تعالیٰ میرا رب ہے، میں اس بات سے راضی ہوں، جس نے کہا: اسلام میرا دین ہے، میں اس سے راضی ہوں، جو آنسو بہائیں خوف خدا سے، جو جاگیں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں، جو جھک جائیں اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے۔(طبرانی)

☆......تین شخص اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتے ہیں، جو نکلتا ہے مسجد کے لئے، جہاد کے لئے جاتا، حج کے لئے جاتا۔(حلیۃ الاولیاء)☆☆

تحفظ ختم نبوت سیمینار

کراچی (مولانا توصیف احمد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام امیر مرکزیہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم کی سرپرستی میں ۲۷ مارچ ۲۰۱۱ء، بروز اتوار صبح ۱۱ بجے گل بہار لان، بہادرآباد میں عظیم الشان ''تحفظ ختم نبوت سیمینار'' منعقد کیا گیا، جس کی صدارت جامعہ معہد الخلیل کے مہتمم حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی دامت برکاتہم نے کی، جبکہ مہمان خصوصی مفسر قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ تھے۔ مختلف بینرز، پوسٹرز اور دعوتی خطوط کے ذریعے اس کی تشہیر کی گئی تھی۔ ختم نبوت کے موضوع سے محبت اور لگاؤ کی برکت سے علماء کرام، طلبا، تاجر حضرات، وکلا، کالجز و یونیورسٹیز کے اساتذہ و طلبا، کارکنان ختم نبوت اور دیگر معزز شہریوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ خواتین کے لئے باپردہ انتظام کیا گیا تھا۔

تلاوت کلام پاک صاحبزدہ حافظ محمد بن قاضی احسان نے کی۔ امیر مرکزیہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم نے اپنے مختصر خطاب میں فرمایا کہ اللہ رب العزت نے انسان دو چیزوں کا مرکب بنایا ہے، جسم اور روح جسم کا تعلق زمین سے تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی ضروریات کے لئے ارضی چیزیں مہیا کیں۔ روح کی نسبت اپنی طرف کی ''ونفخت فیہ من روحی'' روح کی تربیت کے انتظام والصرام کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ شروع کیا۔ تمام انبیاء کے دور میں کسی نے جھوٹا دعویٰ نبوت نہیں کیا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا نمائندہ نہیں باور کرایا۔ نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جھوٹے مدعی نبوت پیدا ہوئے لیکن امت مسلمہ نے کسی جھوٹے مدعی نبوت کو قبول نہیں کیا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت قیامت تک کے لئے ہے۔ آپؐ کے بعد مدعی نبوت کذاب و دجال ہے۔

مفسر قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ نے اپنے بیان میں کہا کہ اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کا اعزاز بخشا، یہ شرف اور خصوصیت صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمائی گئی۔ مسیلمہ کذاب نے تاج ختم نبوت پر حملہ آور ہونے کی ناکام کوشش کی۔ حضرت حبیب بن زیدؓ نے اپنے جسم کے ٹکڑے کروالئے لیکن مسیلمہ کذاب کی نبوت کا اقرار نہیں کیا۔ امت مسلمہ آج بھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے مخصوص انداز میں بیان کرتے ہوئے سامعین کے سامنے ختم نبوت سیمینار کی غرض و غایت اور عقیدہ ختم نبوت کی فضیلت و اہمیت اجاگر کی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت جیسے فتنہ کے سدباب کے لئے ہم سب کو حتی المقدور کوشش و جدوجہد کرنا ہوگی۔ قادیانیوں کی فتنہ انگیزیوں اور شرپسندانہ سرگرمیوں سے آگاہ رہنے کی ضرورت ہے۔ ہم خود بھی بچیں اور اپنی نوجوان اولاد کو بھی ان کے مکروفریب سے بچائیں۔ حضرت مولانا محمد یحییٰ مدنی دامت برکاتہم کی دعا کے ساتھ یہ عظیم الشان سیمینار اختتام پذیر ہوا۔ ☆☆

حضرت مولانا قاری شریف احمدؒ کا سانحہ ارتحال

گزشتہ دنوں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے مرید، حضرت مولانا حامد میاںؒ کے خلیفہ مجاز، استاذ القراء حضرت مولانا قاری شریف احمدؒ امام و خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی انتقال فرمائے عالم آخرت ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ ۱۳۳۲ھ میں ضلع مظفر نگر (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ اس طرح ماشاءاللہ سوسال کی طویل عمر پائی۔ آپ فاضل دیوبند تھے، آپ کے اساتذہ میں محدث کبیر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ شامل ہیں، عمر بھر خدمت قرآن کریم میں مگن رہے۔ بقول حضرت مولانا نعیم الدین مدظلہ: ''آپ بیک وقت ایک جید عالم بھی ہیں اور بہترین قاری بھی، کامیاب معلم بھی ہیں اور شیریں بیاں خطیب بھی، مصنف بھی ہیں اور مولف بھی، مکتب کے استاذ بھی اور شیخ طریقت بھی۔''

اللہ جل شانہ حضرت قاری صاحبؒ کی حسنات کو قبول فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ حضرتؒ کی کامل مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا فرمائیں۔

بفیضانِ نظر
شیخ المشائخ
حضرت مولانا
خواجہ خان محمد
رحمۃ اللہ علیہ

ختمِ نبوت کانفرنس کراچی

زیرِ سرپرستی
ڈاکٹر
عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ

خصوصی بیان
شاہینِ ختمِ نبوت
مولانا
اللہ وسایا مدظلہ
مرکزی رہنما

نعت خواں
مولانا حافظ
محمد اشفاق

زیرِ نگرانی
حضرت مولانا
محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کراچی

بیان
حضرت مولانا
قاضی احسان احمد مدظلہ
مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کراچی

انشاء اللہ
تمام کانفرنسز
بعد نمازِ عشاء ہونگی

13 اپریل بروز بدھ
بلال مسجد نزد قبرستان
اسکاؤٹ کالونی۔

14 اپریل بروز جمعرات
جامع مسجد فلاح
نصیر آباد، دستگیر کالونی 14

15 اپریل بروز جمعہ
جامع مسجد حذیفہ
سیکٹر 1-E-9 سعید آباد بلدیہ ٹاؤن

15 اپریل خطبہ جمعہ
ریاض مسجد
DMS سوسائٹی کراچی

16 اپریل بروز ہفتہ
مدنی مسجد D-1 بلاک 9
اسلامی چیمبر والی گلی کلفٹن

17 اپریل بروز اتوار
بعد از ظہر
بطحہ مسجد بلاک I-J
نارتھ ناظم آباد

17 اپریل بروز اتوار
شمیم مسجد
دہلی کالونی کراچی

021-32780340,37
شعبہ نشر و اشاعت **عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کراچی**

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام
مورخہ ۲۷/مارچ ۲۰۱۱ء بروز اتوار، منعقد ہونے والے
"تحفظ ختم نبوت سیمینار"
گل بہار لان بہادر آباد کراچی کی تصویری جھلکیاں